

اردو میں جاسوسی فکشن کی سو سالہ تاریخ: مختصر جائزہ

The Century of Urdu Detective Fiction: A Bird Eye View

By Shabnam Aman, Assistant Prof. & Head of Urdu Department, Govt. Degree College for Women, Nazimabad, Karachi.

Dr. Sumera Basbeer, Assistant Professor, Department of Urdu, Federal Urdu University of Arts, Science & Technology (Abdul Haq Campus), Karachi.

ABSTRACT

From epics/legends to Sharar, Hadi & Ruswa Urdu fiction is rich with detective elements. *Neeli Chhatri* (1916) of Zafar Imran is placed first in this regard but the traces of detectivev fiction is also found much earlier, e.g in 1892. Munshi Mehboob Alam translated Dike Orber's novel, titled as *Do Hareef Suragh-Risan* in 1894. Mr. Abdul Ghani translated Arthur Canin Dyle's *Yadgar-e-Sharlock Homes* as *Parkala-e-Aafat* in 1903. The first original composition, in this respect, was Khan Ahmed Hussain's *Shaheen Chor* in 1897. In 1952, Ibn-e-Safi composed the first novel *Diler Mujrim* in *Jasoosi Duniya*, Nik'hat Allahabad. It was inspired by Vitor Gun's *Iron side's loon*. But *Imran Series* and *Jasoosi Duniya* brought a revolution in Urdu detective fiction. Countless fiction-writers attempted to compose *Imran Series* but did not match the standard. But still there are some worh-reading names like Ikram Allahabadi, Teerath Ram, Masood Javed, H. Iqbal and Mazhar Kaleem etc. In this short article, the hundred-year journey of espionage fiction is reviewed with historical continuity, from stylist to copyist to historical traces.

اسسٹنٹ پروفیسر و صدر شعبہ اردو، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ناظم آباد، کراچی
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، وفاقی اردو یونیورسٹی برائے فنون سائنس و ٹیکنالوجی، عبدالحق کیمپس، کراچی

Keywords: Detective fiction, Neeli Chbhatri, Do Hareef
Suragh-Risan, Yadgar-e-Sharlock Homes, Parkala-e-Aafat,
Shaheen Chor, Jasoosi Duniya, Diler Mujrim, Imran Series.

لفظ ”جاسوس“ عربی زبان کا لفظ ہے جو تجسس اور متجسس سے بنا ہے۔ جس کے لغوی معنی برائی کی نیت سے جستجو کرنے والا بھیدی یا مخبر کے ہیں۔^(۱) سراغ رسانی کی تاریخ اولاد آدم کے پہلے جرم جتنی ہی پرانی ہے۔ جرم کے ساتھ مجرم کا سراغ اور اس کے گرد قانون کا گھیرا لازم و ملزوم ہے عام طور سے ”جاسوسی“ اور سراغ رسانی کو ہم معنی سمجھا جاتا ہے۔ جاسوس وطن کے خلاف کام کرنے والوں کے ناپاک عزائم کے منصوبے کا سراغ لگا کر محکمہ کے افسران کو مطلع کرتا ہے۔ جبکہ سراغ رساں علاقائی جرم کا سراغ لگا کر مجرم کو عدالتی کارروائی کے بعد اسے کیفر کردار تک پہنچاتا ہے۔ عقل انسانی مجرموں کو پکڑنے کے لیے ہمیشہ نئے نئے طریقے وضع کرتی رہی۔ کبھی تختی نویسوں کے نشانات مٹی میں محفوظ کیے تو کبھی مجرم کو آزمانے کے لیے آگ سے گزارا گیا، تو کبھی گدھے کی دم پر کا لک لگا کر کھینچے کو کہا گیا۔^(۲)

ہندوستانی معاشرے میں ٹھگوں کی منظم جماعت نے عوام کا جینا دو بھر کر دیا تھا۔ ٹھگوں کے لیے جرم عبادت کا درجہ رکھتا تھا۔ برطانوی حکومت نے ہندوستان میں سیاسی نظام کو مستحکم کرنے کے لیے ”اسکاٹ لینڈ یارڈ“ کے تجربے سے فائدہ اٹھایا۔ ٹھگوں اور سلطانہ ڈاکو کو ٹھکانے لگانے کے لیے ینگ فریدی کی خدمات حاصل کیں۔^(۳) جاسوسی فکشن پروان چڑھنے کی کئی وجوہات تھیں ایک طرف ٹھگی ادب، پولیس کے روزنامے اور ڈائریاں، اصول سراغ رسانی پر لکھی گئیں کتابیں، داستانوں کی دم توڑتی طلسماتی فضا، برطانوی راج کے بعد مغربی اصناف بالخصوص جاسوسی ناولوں کے ترجمے کی روایت نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ جاسوسی ناولوں کے کثیر تراجم نے اردو جاسوسی ناول نگاروں کو جاسوسی ناول کی اصل تکنیک سے بھی آشنا کیا۔ مترجمین ترجمہ کرتے کرتے طبع زاد ناول تخلیق کرنے لگے ناقدین ادب نے جاسوسی ناول نگاروں اور مترجمین کو ادب کے دائرے سے باہر ہی رکھا۔ اس طرح ادب عالیہ اور مقبول عام ادب کی بحث آج تک متنازعہ ہی رہی لیکن فلمی گیتوں کے بعد مقبولیت کے تمام ریکارڈ جاسوسی ناولوں کے حصے میں آئے۔ جاسوسی ناول عوام الناس کی پسندیدہ اور مقبول عام صنف ہے۔ جاسوسی ناول ذہنی جنگ ہے جس کی ابتدا ہی کسی جرم سے ہوتی ہے۔ ناول کا ہیرو جاسوس، سراغ رساں سپر ہیرو کے طور پر پوری کہانی کا مرکز ہوتا ہے۔ دوسرا اہم کردار طاقتور مجرم کا، جونت نے جرائم اور کسی منظم گروہ کا سربراہ ہو کر قانون سے کھیلتا

ہے۔ یہاں قاری کا تجسس و تخیل عروج پر رہتا ہے۔ طاقتور مجرم کی سراغ رساں سے آنکھ مچولی انکشافِ راز تک برقرار رہتی ہے۔ اصل مجرم کہانی کے اختتام تک پس پردہ ہی رہتا ہے۔ سراغ رساں کی ساری صلاحیتیں جائے واردات سے سائنٹفک طریقے سے شواہد اکٹھے کرنے کے بعد قیاسات کی بنیاد پر مجرم کے گرد گھیرا تنگ کرنے پر ہوتا ہے۔ اس کے لیے وہ پروپیگنڈہ، میک اپ اور کبھی اپنے جدید علوم اور معلومات کی بنیاد اور اپنی بے پناہ طاقت سے مجرم کی تمام عیاری کو خاک میں ملا کر اُسے قانون کی گرفت میں لاتا ہے۔ واقعات کو اختصار اور تسلسل سے بیان کرنا ناول نگار کا اصل فن ہے۔ غیر ضروری طوالت جاسوسی ناول کے تاثر کو زائل کر دیتی ہے۔ مجنوں گورکھپوری (۱۹۰۴ء-۱۹۸۸ء) لکھتے ہیں:

جاسوسی افسانے کا فن ایک مشکل فن ہے اگر مجرم کے جرم کو ادنیٰ دکھایا جائے تو
سراغ رساں کی بڑائی گھٹ جائے گی۔ جاسوس کی عظمت کا دار و مدار مجرم کے
خطرناک اور پُر فن ہونے پر ہے۔ مجرم کا کردار جاسوس کے کردار پر غالب نہیں
ہونا چاہیے۔^(۴)

جاسوسی ناولوں کا رشتہ عہدِ قدیم کی دیو مالائی داستانوں سے گہرا ہے جو تجسس، تخیل اور عیاری سے سبھی ہوتی تھیں۔ داستانوں کے عمر و عیار جاسوسی ناولوں کے سپر ولن اور شہزادے جو طلسماتی ٹوپی اور مافوق الفطری قوتوں سے حق و باطل کے معرکے سر کرتے تھے۔ وہ جاسوسی ناولوں کے سراغ رساں سپر ہیرو بن گئے۔ میرامن (پ ۱۷۷۸ء) کی داستان باغ و بہار (سن تصنیف ۱۸۰۱ء) میں قصہ سرگزشت آزاد بخت سسپنس سے بھرپور ہے۔ داستان امیر حمزہ میں سب سے زیادہ جاسوسی عناصر پائے جاتے ہیں۔ منشی احمد حسین ”طلسم ہوش ربا“ کے دیباچے میں یہ تسلیم کرتے ہیں:

طلسم ہوش ربا کو سب سے زیادہ پڑھا گیا۔ پہلی اور دوسری جنگِ عظیم کے درمیانی
عرصے میں گھٹیا درجے پر ندیم صہبائی فیروز پوری، اونچے درجے پر ظفر عمر کی
”نیلی چھتری“ اور خالص ترجمے کے درجے پر تیرتھ رام فیروز پوری خاموشی سے
جگہ لیتے گئے۔ وقت سکڑ رہا ہے آزادی کے بعد سیل بیکراں ’جاسوسی دُنیا‘ اور
’طلسماتی دُنیا‘ جیسی جوئے کم آب میں سمٹ آیا۔ جاسوسی دُنیا اتنا مقبول رہا جتنا
طلسم ہوش ربا۔^(۵)

یہ حقیقت ہے طلسم ہوش ربا کے افراسیاب کا گولہ ترنج آج کے دور کا دور مار میزائل اور ڈرون طیارے میں

تبدیل ہو کر جاسوسی ناولوں میں حیران کرنے لگا۔ ڈاکٹر عبدالسلام (پ ۱۹۲۲ء) نے اردو کے چند مشہور ناولوں میں جاسوسی عناصر کی نشاندہی کی مثلاً پنڈت رتن ناتھ سرشار (۱۸۴۶ء-۱۹۰۳ء) کے ’فسانہ آزاد‘ میں کئی مقامات پر تجر، تجسس، عیاری، سسپنس کی آمیزش نے اُسے جاسوسی ناول بنادیا، عبدالحلیم شرر (۱۸۶۰ء-۱۹۲۶ء) کے ناول ’فردوس بریں‘ میں قصہ درقصہ واقعات کا الجھاؤ انکشاف کا عمل، ’علی زمر‘ کی دوہری شخصیت بہرام کی یاد دلاتی ہے۔^(۶) ناول ’مقدس نازنین‘ (۱۹۰۰ء) کو اردو کا اولین جاسوسی ناول قرار دیتے ہیں۔^(۷) یہ بات درست ہے کہ ناول میں مکرو فریب، دھوکا دہی، مجرمانہ چال قدم قدم پر کلائم ایک نازک عورت کا بار بار بھیس بدل کر دشمنوں کے راز معلوم کرنا بلاشبہ جاسوسی ناولوں کے قریب تر ہے۔ ہادی رسوا (۱۸۵۷ء-۱۹۳۱ء) پر میری کورلی (Marie Corelli) (۱۸۵۵ء-۱۹۲۴ء)^(۸) کے ناولوں کے مطالعے نے اُن کی طبیعت کو پُر اسرار بنادیا۔ اسی پر اسراریت نے انھیں جاسوسی کے ترجمے کی طرف مائل کیا۔ رسوا ترجمے اور طبع زاد ناولوں کے حد فاصل کو سمیٹنے میں کامیاب نظر آتے ہیں۔ مرزا حامد بیگ (پ ۱۹۳۸ء)^(۹) نے مندرجہ ذیل ترجمہ شدہ ناولوں کا ذکر کیا ہے؛ (۱) خونی مصور (۱۹۱۹ء)، (۲) خونی عاشق (۱۹۲۰ء)، (۳) خونی شہزادہ، (۴) خونی بھید (۱۹۲۴ء)، (۵) خونی جو رو (۱۹۲۸ء) (۶) بہرام کی گرفتاری۔^(۱۰)

ڈاکٹر عبدالسلام نے ایک ناول ’’خونی راز‘‘ بھی ذکر کیا۔ ڈاکٹر ظہیر فتح پوری (۱۹۲۸ء-۱۹۸۱ء) کے مطابق؛^(۱۱)

’’خونی عاشق‘‘ انگریزی ناول *Work Wood* کا اردو ترجمہ ہے جس میں کئی

ابواب کو حذف کیا، جا بجا اشعار نے بھی ترجمے کا حسن ماند کر دیا۔^(۱۲)

مرزا رسوا نے جاسوسی ناولوں کے ترجمے کو تخلیقی رنگ میں ڈھال کر اردو ناول کو خونی بنادیا۔ جاسوسی ناول عہد جدید کا بچک بچک ریلزم ہے جہاں ماورائے عقل واقعات کو دلائل جدید ٹیکنالوجی اور سائنسی ایجادات کے ذریعے پیش کر کے قارئین کو دل چسپ تفریح فراہم کی گئی۔ اب قارئین اتفاقات کے بجائے ٹھوس دلائل اور جدید علوم سے مزین کہانی سے مطمئن ہوتے ہیں۔ اردو جاسوسی ناولوں پہ بہار ترجمے کی کھاد سے آئی جن انگریزی ناول نگاروں کے ترجمے سب سے زیادہ ہوتے ان میں آر تھر کارن ڈائل (۱۸۵۹ء-۱۹۳۰ء) بے مثل کردار شرلاک ہومز (۱۸۸۷ء) سرفہرست ہے۔ جاسوسی ناول کے ابتدائی نقوش ایڈگر آلن پو (۱۸۰۹ء-۱۸۴۹ء) کے ناول *The Murder's in the Rue Morgue* (اشاعت ۱۸۴۱ء) میں نظر آتے ہیں۔ ناول کا پہلا سراغ رساں ڈوپن ہے۔ چارلس ڈکنز (۱۸۱۲ء-۱۸۷۰ء) *Great Expectation* (اشاعت ۱۸۶۰ء) کو بین

الاقوامی مقبولیت حاصل ہوئی۔ وکی کولین (Wilke Collian) (۱۸۲۴ء-۱۸۸۹ء) کا ناول *The Moon* (۱۹۶۸ء) کی اشاعت کے بعد کرائم مسٹری کا معیار طے ہو گیا۔ ایچ رائڈ ہیگرڈ (۱۸۵۶ء-۱۹۲۵ء) کا ناول (۱۸۸۶ء) *She* نے تو تہلکہ مچا دیا۔ ایچ جی ویلز (۱۸۶۶ء-۱۹۴۶ء)، ارل اسٹینلے گارڈنر (۱۸۸۹ء-۱۹۷۰ء)، مارسلینا نک (۱۸۶۴ء-۱۹۴۱ء)، جے ایس فیچر (۱۸۶۳ء-۱۹۳۵ء) پہلا جاسوسی ناول ۱۹۱۴ء میں پرائیویٹ جاسوس رونالڈ کیمر ویل (Ronald Camber well)، سیکس روہمر (۱۸۸۳ء-۱۹۵۹ء) انٹونی برکلے (۱۸۹۳ء-۱۹۷۱ء) اگا تھا کرسٹی (۱۸۹۰ء-۱۹۷۴ء)، فری مین ویلز کرافٹ (۱۸۷۹ء-۱۹۵۷ء)، ڈورٹی سائرس (۱۸۹۳ء-۱۹۵۷ء) جیسے ناول نگاروں کے ناولوں کے ترجمے نے بڑی روشن راہ دکھائی۔ یہ مسلسل روایت آج بھی برقرار ہے۔ مرزا حامد بیگ اور دیگر کئی محققین نے ظفر عمر کی ”نیلی چھتری“ کو اردو کا پہلا جاسوسی ناول قرار دیا۔^(۱۳)

مرزا حامد بیگ نے کئی تراجم کا ذکر کیا مگر وہ ۱۹۰۵ء کے بعد کے ہیں جب کہ ۱۹۰۵ء سے قبل یہ رجحان ادب میں فروغ پا چکا تھا۔ فاروق احمد (پ ۶ مئی ۱۹۶۶ء) قدیم ترجموں میں ٹھا کر چھر چھند شاہپور کے ترجمہ شدہ ناول ”پراسرار قتل“ (۱۹۰۴ء) کا سراغ لگاتے ہیں۔^(۱۴) جب کہ ہندوستان میں اس سے قبل جاسوسی ناولوں کے ترجمے کے بکھرے نقوش ملتے ہیں۔ ”خورشید احمد ڈو“،^(۱۵) لکھتے ہیں، ”۱۸۹۹ء میں بھی جاسوسی ناولوں کے ترجمے نظر آتے ہیں۔“^(۱۶) اس وقت ہندوستان میں فن سراغ رسانی پر توجہ دی جانے لگی تھی۔ رفاقت علی شاہد (پ ۱۹۶۶ء) کی تصدیق بھی ہے کہ:

میں نے پنجاب پبلک لائبریری میں ظفر عمر اور تیرتھ رام سے قبل کے ترجمے دیکھے۔ میر کرامت اللہ کے ترجمہ شدہ ناول رازِ نہاں، لال کوٹھی سن اشاعت ۱۸۹۹ء موجود ہے۔^(۱۷)

۱۸۹۸ء سے قبل بنگال کے ایک مترجم افسر شیخ حبیب^(۱۸) نے دلچسپ کہانی کے انداز میں اپنی کتاب ”اُصولِ سراغ رسانی“ ۱۸۹۲ء میں پیش کیا۔ اب تک کی تحقیق میں ملنے والی اس تصنیف کو اولیت حاصل ہے۔ کتاب کو عقلی، سائنسی، اُصولوں پر قیافہ، تبصر، خوش نویسی، تفتیش جیسے ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔^(۱۹) ۱۸۹۳ء میں منشی محبوب عالم نے انگریزی ناول ”ڈانک اور بر“، ”دو حریف سراغ رساں“ کے نام سے ترجمہ کیا۔ ”ڈانک اور بر“ دو ذہین سراغ رساں ایک ہی واقعے کی تفتیش اپنے اپنے انداز سے کرتے ہیں۔ مرکزی کردار مسٹر مے ہیون اور اس کی بیٹی باربرا ہے۔ اسی ناول پہ تین مزید جاسوسی ناولوں کے اشتہار اول ”انڈین سراغ رساں“، دوم قدیم

لندن کے اسرار جو مطبع خادم التعليم، پنجاب نے ۱۸۹۳ء میں شائع کیا۔^(۲۰) آخری صفحے پر ناول ”چلتا پرزہ“ کا اشتہار ہے۔ ناول کا سراغ رساں فلپ اسکاٹ غریب الہند ہے۔

جاسوسی ناولوں کے ابتدائی نقش اس عہد میں لکھی جانے والی ”مسٹریز“ میں بہت واضح ہے۔ اکثر مصنفین نے تو کتاب کے دیباچے میں ہی دعویٰ کیا کہ ان ”مسٹریز“ کو لکھنے کا مقصد نو جوانوں کے اخلاق کو سدھارنا ہے۔ فحش ناولوں کی اشاعت نے قارئین کے ذوق کو بگاڑ دیا اور ضروری ہے کہ اُسے روکا جائے۔ اس کی بہترین مثال ڈبلیو سی خوشباس کی کتاب ”مسٹریز آف لاہور“ (۱۸۹۴ء) ہے۔ کتاب کے دیباچے میں ہی لکھتے ہیں، لاہور کے جعل سازوں، بد معاشوں کی عیاریوں کے سچے واقعات کو ناول کے رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔

اس مسٹریز میں واقعات کو جاسوسی رنگ دے کر بیانیہ انداز میں پیش کیا۔ عدالتی کارروائی میں بھی ’کرمئل جسٹس لٹریچر‘ کے ابتدائی جھلک نظر آتی ہے۔^(۲۱) خان احمد حسین (پ ۱۸۷۰ء) نے ”مسٹریز آف امرتسر“ ۱۸۹۶ء میں تصنیف کیا اور دیباچے میں وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے ”مسٹریز آف لاہور“ کے تخلیق کار ڈبلیو سی خوشباس کو طنز کا نشانہ بناتے ہوئے لکھا:

”مسٹریز آف لاہور“ لکھ کر لاہور کے شرفا کو بدنام کیا گیا۔ ریفیلڈ نے ”مسٹریز آف لندن“ لکھ کر مسٹریز کو بدنام کیا۔^(۲۲)

”مسٹریز آف لاہور“ سے موازنہ کیا جائے تو ”مسٹریز آف لندن“ میں واقعات بیان کرنے سے سلیقہ و شائستگی نمایاں ہے۔ زبان و بیان، اسلوب رواں اور دلچسپ ہے۔ اس مسٹریز کو جاسوسی ناول کہنے کا دعویٰ خود مصنف کا ہے۔

اُردو کا پہلا طبع زاد ناول نگار

خان احمد حسین شاعر، مترجم، صحافی، رسالہ شباب اردو کے مدیر کا تصنیف کردہ ناول بلحاظ سنہ زمانہ ۱۸۹۷ء ”شاہین چور“ کو اُردو کا پہلا طبع زاد ناول ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔^(۲۳) بلاشبہ اسے اُردو کا اور یجنل ناول قرار دیا جاسکتا ہے۔ ناول، سراغ رساں انسپکٹر محمود کے کارناموں پر مبنی ہے۔ احمد حسین نے انسپکٹر محمود کے کردار پر پانچ مستقل ناول تخلیق کیے۔ محمود کا کردار بدستور ارتقائی مراحل طے کرتے ہوئے قارئین میں پسندیدگی کی سند حاصل کرتا ہے۔ انسپکٹر محمود کا دستِ راست انسپکٹر راشد بھی ہر جگہ اس کا مددگار ہے۔ انسپکٹر محمود سے ملیے:

اس کا رنگ گورا، چہرہ طبخی، آنکھیں نہایت خوب صورت، گلے میں ڈیوٹ آف

کنٹ، شرٹ اور اس پرویسٹ کوٹ پیٹ لیڈر کا بادامی بوٹ ڈاسن اینڈ کو کمپنی کی دوکان کا تھا۔^(۲۴)

ناول سترہ ابواب پر مشتمل ہے۔ مقفع، مسجع نثر اور اشعار سے سب سے اس ناول میں علاقائی سراغ رسانی کو ذہانت سے پیش کیا گیا ہے۔ احمد حسین کے چار جاسوسی ناول (۱) ”آفتِ ناگہانی“ (۱۸۹۷ء)، (۲) ”تخمِ بدی“ (۱۹۰۰ء) (۳) ”گل بدن“ کا تجزیہ و تنقید ڈاکٹر محمد ہارون نے عمدگی سے پیش کیا۔^(۲۵) محمد حسین کے عہد میں ایک اور مصنف بازغ ہملکنڈہ (پیدائش نامعلوم) کی تصنیف ”ڈیڈیلیکیشن“ کا ذکر ضروری ہے۔ ناول میں ۱۸۷۲ء کے واقعے کو موضوع بنایا گیا۔ مصنف لکھتے ہیں:

ہمارا یہ ناول ایک واقعہ قتل کی عمدہ اور با اصول سراغ رسانی کا سچا فوٹو ہے۔^(۲۶)

مصنف کے دعوے کو دیکھتے ہوئے اسے بھی ابتدائی عہد کے طبع زاد ناول میں شمار کرتے ہیں کہ یہ کسی انگریزی ناول کا ترجمہ نہیں ہے۔ ”پراسرار قتل“ ۱۹۰۴ء سے قبل ایک اور ترجمہ شدہ ناول انجمن ترقی اردو، کراچی کے کتب خانے سے ملا۔ جس کے مصنف ”عبدالغنی“ نے ”پرکالہ آفت“ کے نام سے آرتھر کارنن ڈائل کے یادگار ناول ”شرلاک ہومز“ کا ترجمہ ۱۹۰۳ء کیا۔ بلحاظ زمانہ عبدالغنی^(۲۷) کے ترجمے ”پرکالہ آفت“ کو فوقیت حاصل ہے۔ اس ترجمے کے ذریعے شرلاک ہومز کے لافانی کردار سے ہندوستانی قارئین صرف بیس سال بعد متعارف ہوتے ہیں کہ ایک تفتیشی افسر کا دماغ غور و فکر کرنے کا عادی ہوتا ہے۔ سراغ رساں کا دماغ ذہانت کے باعث درست نتیجہ نکالنے کا آلہ ہوتا ہے۔ مصنف دیباچے میں لکھتے ہیں:

یہ انگلستان کی ایک سربر آوردہ اور سحر نگار ناولسٹ ڈاکٹر ڈائل کے ناول ”ایڈ ونچر آف شرلاک ہومز“ کا ترجمہ ہے۔ اس کا پہلا حصہ ”پرکالہ آفت“ مکمل شائع کیا جا رہا ہے۔ دوسرا حصہ زیر طبع ہے۔^(۲۸)

۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۰ء تک کے درمیانی عرصے میں مترجم بابو گوند تامل کا ناول ”چوروں کا سردار“ بھی ہے۔ ناول پہ سن تصنیف درج نہیں۔ تاہم املا اور اسلوب، اندازِ تحریر کی بنا پر اسے اسی عہد کا ناول کہا جاسکتا ہے۔ کہانی مجرم چارلس کی چالاکیوں کے گرد گھومتی ہے۔ پر تاثیر الفاظ میں قانون اور معاشرے کی خرابیوں کو اس طرح بے نقاب کرتے ہیں:

جس تادیب خانے میں مجھے ڈالا گیا وہاں ہر فن کے استاد لڑکے تھے۔ جرم کی، بدکاری کی، جیب کترنے کی، قفل کھولنے کی، آہ کیسی اصلاح کی اس نظام نے میری۔^(۲۹)

۱۹۱۲ء میں فرگس ہیوم کے ایک ناول کا ترجمہ 'تاجدارِ کاسہ سر' کے نام سے کیا گیا۔ ۲۷۰ صفحات اور ۲۲ ابواب پر مشتمل ہے۔^(۳۰)

حکیم مظفر دہلوی^(۳۱) نے کئی کامیاب جاسوسی ناولوں کے ترجمے کیے۔ ناول "کامل عیار" ۱۹۱۴ء کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہیں ناول طبع زاد ہے یا ترجمہ سرورق پر درج نہیں۔ اس عہد کے مترجمین و مصنفین نے اس بات کو شعوری یا غیر شعوری طور پر نظر انداز کیا کہ سرورق پہ ترجمہ و طبع نہیں لکھتے تھے۔ ناول بدمعاشوں کا "گرو گھنٹال" حکیم صاحب کا طبع زاد ناول ہے جو انیس ابواب پر مشتمل ہے۔ ناول کا سراغ رساں "لال پہاڑ" مضبوط جسامت، اونچے قد سرخ چہرے کے سبب لال پہاڑ کے نام سے جانا جاتا تھا۔^(۳۲)

تاریخی تسلسل سے دیکھا جائے تو گزشتہ اوراق میں جن تراجم کا ذکر کیا گیا۔ وہ جاسوسی ناول کے بکھرے بکھرے نقوش تھے۔ تاریخ ساز ظفر عمر، بی اے علیگ کا ناول "نیلی چھتری" (۱۹۱۶ء) ہے۔ "نیلی چھتری" کو تاریخ ساز ناول مانا جاتا ہے جس نے اردو جاسوسی ناولوں میں ایک نئے طرز کی بنیاد ڈالی۔ "نیلی چھتری" کو جو شہرت ملی اس عہد میں کسی اور ناول کو نہ ملی۔ ایک عرصے تک "نیلی چھتری" کو طبع زاد ناول سمجھا گیا۔ اشاعت اول کے دیباچے میں ظفر عمر کے مطابق "نیلی چھتری" لکھنے کی تحریک مجھے اپنی شریک حیات سے ملی^(۳۳) جبکہ اشاعت دوم (۱۹۱۹ء) میں لکھتے ہیں:

"نیلی چھتری" جس میں بہرام کے حیرت انگیز کارنامے اول بار شائع ہونے

مارس لیبلانک [Maurice Leblanc] کی کتاب "پولی سوئی"

[L'Aiguille creuse] ہندوستانی زبان اور ہندی طرز معاشرت کا جامہ پہنا

کراہیل ملک کی تفریح کے لیے پیش کیا گیا۔^(۳۴)

حسن شنی ندوی (پ ۱۹۱۳ء) بھی دیگر تحقیق سے ثابت کرتے ہیں کہ "نیلی چھتری" کا بہرام، مارس لیبلانک کا "آرسین لوپن" [Arsène Lupin] جسے تیرتھ رام فیروز پوری پہلے "شاہی خزانہ" کے نام سے ترجمہ کر چکے تھے۔ مصنف نے کئی مثالوں سے ثابت کیا۔^(۳۵) یہ طبع زاد نہیں ترجمہ تھا مگر اس رجحان ساز ناول نے جاسوسی فکشن کی مضبوط روایت قائم کی اس کی مقبولیت ترجمہ ثابت ہونے کے بعد بھی کم نہ ہوئی۔ بہرام کا کردار ایک عرصے تک قارئین کے ذہنوں پر چھایا رہا۔ مشفق خواجہ (پ ۱۹۳۵ء - و ۲۰۰۵ء)^(۳۶) بھی "نیلی چھتری" کے دیباچے میں تسلیم کرتے ہیں:

بیسویں صدی کے اوائل میں شائع ہونے والے ظفر عمر کے ناول قارئین میں

بہت مقبول رہے۔^(۳۷)

دیگر معروف ناولوں میں ”بہرام کی رہائی“ (۱۹۲۸ء)، ”لال کٹھور“ (۱۹۲۹ء)، ”چوروں کا کلب“ لکھ کر بہترین تفریحی ادب کے ذائقے سے آشنا کیا۔ بہرام بلاشبہ ”آر سین لوپن“ ہی تھا۔^(۳۸) ظفر عمر نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں سے اس فرانسیسی کردار کو ہندوستانی معاشرے میں اس طرح ڈھال دیا کہ بہرام حقیقی اور مقامی کردار بن گیا۔ بہرام سے ملیے:

بہرام کبھی حیدر خان کے لباس میں محکمہ خفیہ پولیس کا افسر بن کر اپنی ستم ظریفی کے کارنامے اہل دلی کے سامنے پیش کرتا کبھی جنت آرا کے بھیس میں دہلی کے شاہی خزانے کو تلاش کر کے اس پر قابض ہو جاتا۔^(۳۹)

ظفر عمر غیر معمولی تخلیقی صلاحیتوں کے حامل شخص تھے۔ ان کے ناول ہزاروں کی تعداد میں فروخت ہوتے تھے۔ تیرتھ رام فیروز پوری (۱۸۵۳ء-۱۹۵۹ء) جاسوسی ناولوں کے سب سے بڑے مترجم تھے۔ تراجم کے باب میں ان کا نام احترام سے لیا جاتا ہے۔ ترجمے کے ذریعے جاسوسی ناول کا ذخیرہ اردو زبان کو بخش دینے والے اس مصنف نے طبع زاد کے بجائے تراجم پر اکتفا کیا اور اپنا منفرد مقام بنایا۔ مغرب کی سب سے مقبول عام صنف کو ہندوستان میں بھی مقبول عام بنا دیا۔ سو سے زیادہ جاسوسی ناولوں کے ترجمے کیے۔ مرزا حامد بیگ رقم طراز ہیں:

ہماری جاسوسی دنیا کے بے تاج بادشاہ تیرتھ رام نے آرتھر کانن ڈائل، مارس لیبلانک، ولیم فری مین، ولز کرافٹس، رچرڈ ہنری، چارلس بیل، ای فلپس، جے ایس فلچر، سکلیس روہمر کے پچاس جاسوسی ناول اردو میں منتقل کیے۔^(۴۰)

ترجمہ نگاری کا آغاز ”افسانہ بنگال“ سے ۱۹۱۳ء میں ہوا۔ اس کے بعد یہ ”چشمہ رواں ہوا“، ”آتشیں عینک“ عرف لوپن (۱۹۳۹ء)، ”آر سین لوپن“ ”شریف جاسوس“، ”پراسرار بہرام“، ”خونی چراغ“، ”خونی ہیرا“، ”دغا کا پتلا“ (اپرسٹ آر سین لوپن)، ”شاہی خزانہ“ (دی ہالوینڈل)، ”شریف بد معاش“، ”نقلی نواب“، ”لعل مقدس“، ”مسٹریز آف لندن“ کا ترجمہ ۲۲ جلدوں پر محیط ہے۔

”نقلی نواب“ کے دیباچے میں ہی تیرتھ رام نے اعتراف کیا کہ ”لوپن کے کردار کو بہتر انداز میں پیش کرنے اور اردو زبان کے قالب میں ڈھالنے میں زبان کی تنگی داماں اور محدود اصطلاحات کے باعث اسلوب کو برقرار رکھنا مشکل تھا۔“^(۴۱) لیکن تیرتھ رام نے فنی اور فکری اعتبار سے ناولوں کو دلچسپ، رواں، سہل اسلوب میں پیش کر کے مغربی جاسوسی ناولوں کے مروجہ اسلوب سے آشنا کیا۔ ظفر عمر، تیرتھ رام کے بعد جاسوسی ناولوں کے

تراجم میں ایک بڑا نام فیروز الدین مراد (پیدائش نامعلوم) کو بھی اُردو جاسوسی ناول کے تراجم میں کلاسیکیت کا درجہ حاصل ہے۔ ظفر عمر نے آرسین لوپن کو بہرام بنایا۔ تیرتھ رام نے ہندوستانی قارئین کو سیکس رومر کے فو مانچو کے ذائقے سے آشنا کیا^(۴۲) اور فیروز الدین مراد نے ڈائل کے شہرہ آفاق کردار شرلاک ہومز^(۴۳) کو اُردو کے قالب میں ڈھالا تو اس کی مثال میرامن کے باغ و بہار جیسی ہو گئی۔ آسان اور دلکش انداز میں ”خوننا بہ عشق“ کے نام سے ۱۹۲۱ء میں ڈائل کے ناول ”اسکاٹ اسٹیفن“ کا ترجمہ کیا۔ جس کی اشاعتِ اول ہی ہزاروں کی تعداد میں تھی، مجنوں گورکھپوری لکھتے ہیں:

اُردو میں باقاعدہ جاسوسی ناولوں کی ابتدا فیروز الدین مراد سے ہوتی ہے۔ اُن کے افسانوں کو انگریزی کے اصلی افسانوں کے ساتھ پڑھنے کے بعد بیک وقت ترجمے کی صداقت اور زبان کے معیاری ہونے کا احساس ہوتا ہے۔^(۴۴)

فیروز الدین نے ”خوننا بہ عشق“، ”یادگار شرلاک ہومز“، ”حکایات شرلاک ہومز“ کے تراجم کے ذریعے رمزیت اور سریت پر مبنی کہانیوں میں نئی روح پھونک دی۔ شرلاک ہومز کے نقش اُردو جاسوسی ناولوں پر مثبت کر دیے۔ یہ ترجمہ باقاعدہ مصنف کی اجازت سے کیا گیا۔ تمام اصطلاحات کو انگریزی میں برقرار رکھ کر ناول کی اور یجنٹی کو برقرار رکھا گیا۔ جاسوسی ناولوں کے ترجمے کا ایک اور بڑا نام اکرم الہ آبادی (پ مارچ ۱۹۲۳ء)، ابنِ صفی (اپریل ۱۹۲۶ء - جولائی ۱۹۸۰ء) کے ہم عصر تھے۔^(۴۵) ابنِ صفی کی جاسوسی دنیا کی اشاعت ۱۹۵۲ء ہے اور اکرم الہ آبادی کا پہلا ناول ”پراسرار سایہ“ ۱۹۵۳ء میں منظرِ عام پر آیا۔ ابتدائی ناولوں میں کوئی مرکزی کردار نہ تھا بلکہ تیسرے ناول ”خونی بادل“ میں انسپکٹر صادق اور سارجنٹ جیک کے کردار کو پیش کیا۔^(۴۶) اکرم الہ آبادی کو اصل شہرت نومبر ۱۹۵۳ء میں ”جاسوسی پنچہ“ میں شائع ہونے والے ناول ”پرنس آف رنجن عرف نقلی راجا“ سے ملی جس میں مشہور سراغ رساں خان اور سارجنٹ بادل کا کردار تخلیق کیا۔ مصنف نے ابنِ صفی کی ”جاسوسی دنیا“ کے طرز پر ”جاسوسی پنچہ“ نکالا اور ڈھائی سو ناول لکھے۔ ان کا سراغ رساں پیری میسن کی چھاپ ہے۔^(۴۷) اُن کے ناول عجیب و غریب واقعات سائنس، فکشن، نئی ایجادات سے مزین تھے۔ ”جنگشن بلارا“، ”آپریشن وینس“، ”مالنگا کے اسرار“، ”پراسرار نو مین“، ”دھویں کے بادل“، ”مسٹر پانچ سو پچپن“ اور ”گولڈ جوہلی نمبر“ میں شائع ہونے والا ناول ”ٹینی مخلوق“ جس میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا ذکر ہے۔ اکرم الہ آبادی خالص پبلشنگ کے نقطہ نظر سے لکھتے تو اس سے زیادہ بہتر ناول تخلیق کر سکتے تھے۔

اظہار اثر (۱۵/ جون ۱۹۲۸ء - اپریل ۲۰۱۱ء) میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے والے اس جاسوسی ناول نگار

کی تخلیقی صلاحیتوں پر ذہن حیران ہے۔ دوسو سے زائد جاسوسی ناول تخلیق کرنے والے مصنف نے جاسوسی فکشن کو سائنس فکشن کے انوکھے رنگ میں ڈھال دیا۔ اس میں قلم کی روانی بھی ہے ادراک بھی اور معلومات کی فراوانی بھی۔ اظہار اثر کا پہلا ناول ’ناگن‘ تھا۔ جو ۱۹۵۲ء کے بعد شائع ہوا اسی سلسلے کے تین ناول ’’شمونہ‘‘، ’’خونی ڈاکٹر‘‘، ’’گلابی موت‘‘ کے نام سے ہیں۔ فاروق ارگلی (وفات ۲ جنوری ۱۹۴۰ء)^(۴۸) لکھتے ہیں:

اظہار اثر اردو میں سائنس فکشن کے باقاعدہ موجد ہیں۔^(۴۹)

اظہار اثر سائنس فکشن کے موجد تو نہیں لیکن سب سے زیادہ سائنس فکشن تخلیق کرنے والے ناول نگار ہیں۔ اظہار اثر نے جاسوسی شعلہ سیریز دہلی، جاسوسی جال دہلی، انوکھا جاسوس کے تحت مقبول ترین ناول لکھے۔ ’جاسوسی شعلہ سیریز‘ دہلی کا پہلا ناول ’’قاتل حسینہ‘‘ ہے مگر سر ورق پر سن اشاعت درج نہیں۔ جاسوسی شعلہ سیریز ۱۹۵۶ء اکتوبر سے پاکستان سے بھی شائع ہونے لگا اس کا پہلا ناول ’’کال گرل‘‘ تھا۔ اس سیریز کا سراغ رساں ’طارق‘ جنوری ۱۹۵۶ء کے تیسرے ناول ’’مجرم بھوت‘‘ میں سامنے آیا۔ ’انوکھا جاسوس‘ مقبول ترین سلسلہ تھا۔ اس کی معاون انور نزہت تھیں اور اس کا مستقل سراغ رساں کردار ’بہرام‘ تھا جو انٹرنیشنل سیکرٹ سروس کا اسسٹنٹ چیف تھا۔ شمارہ ۱۱۰ میں اعلان کیا کہ اب اس کے ہندی ایڈیشن بھی شائع ہوں گے۔ انوکھا جاسوس کا سلسلہ ۱۹۶۰ء سے پاکستان میں بھی شروع ہوا۔ پہلا ناول ’’زلفوں کا جال‘‘ تھا۔ جاسوسی جال دہلی کے مدیر اظہار اثر تھے۔ جلد نمبر ۳ شمارہ نمبر ۶۵ جاسوسی جال کراچی کا پہلا ایڈیشن تھا اور پہلا ناول ’’موت کا ہنگامہ‘‘ تھا۔ ’جاسوسی پنچ‘ کے تحت بھی اظہار اثر کے ناول شائع ہوئے جاسوسی ناول کی تاریخ میں اظہار اثر کی خدمات مفصل تحقیقات کی متقاضی ہیں۔

قبل اس کے کہ عارف مارہروی، مسعود جاوید، آفتاب ناصری، ندیم صہبائی اور اس کے بعد کے دیگر جاسوسی ناول نگاروں کا ذکر کیا جائے۔ اب ان ناول نگار متزجمین اور طبع زاد لکھنے والوں کا ذکر بھی ضروری ہے جو گوشہ گمنامی میں رہے مگر ان مصنفین کے تراجم اور طبع زاد ناولوں نے اپنے عہد کے ناول نگاروں کے ذہن کو زرخیزی عطا کی اور اس رجحان کو عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس سے قبل کئی شعرا اور ادیب بھی جاسوسی ناول نگاری کے میدان میں اپنا کمال دکھانے کی کوشش کرتے رہے۔ مولانا حسرت فاضل لکھنوی (۱۹۱۰ء-۱۹۶۹ء) نے بھی کئی ناولوں کے ترجمے کیے۔ ’’درباب کی گرفتاری‘‘، ’’رتن بائی‘‘، آغا شاعر قزلباش (۱۸۷۱ء-۱۹۴۰ء) کا ناول ’’طلسمی بدلہ‘‘، ’’قتل بے نظیر‘‘، ’’ہیرے کی کئی‘‘ ریختہ ڈاٹ کام پر دستیاب ہے۔ حافظ تسکین آبادی کا ناول ’’شیر دل بہرام‘‘ (۱۹۲۳ء)، مذکورہ ناول میں جاسوس مسٹر کھنہ کو متعارف کروایا۔^(۵۰) اسی ناول کے سرورق کے اگلے صفحے پر دو اور ناول کے اشتہار، ’’ایک ہی دن‘‘ اور ’’سوداگر کی بیٹی‘‘ کا اعلان بھی کیا۔ ابوالبرکات شہنشاہ حسین رضوی

مترجم اور صحافی، اُن کا ناول ”امریکن عیار“، ”خونی بہن“ (۱۹۲۳ء) ہے۔ ”خونی بہن“ میں پراسرار قتل کی عمدہ تفتیش ہے۔ جناب منشی عبدالحفیظ کا سراغِ رسانی پر مشتمل ناول ”عمیر و بیجانہ“ بھی ریختہ پر دیکھا جاسکتا ہے۔ اسی طرح منشی فضل دین فضل کریم تاجرانِ کتب فضل بک ڈپو کے تحت کئی جاسوسی ناولوں کے ترجمے شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا۔^(۵۱) فضل دین نے ڈائل کے ناول کا ترجمہ خونی ڈاکو کے نام سے کیا۔ اس کے علاوہ فضل دین کے ناولوں میں طلسمی خزانے کا راز، پالیسی مین، حسن کی ملکہ، طوفانی پتلا شامل ہے۔ پالیسی مین کے سرورق پر ڈکلیٹیو ناول لکھا ہوا ہے جس میں جیمس کا قتل اور افٹن کی سراغِ رسانی ہے۔^(۵۲) ”فدا علی خنجر“، بہترین شاعر، مترجم، نثر نگار، ناول نگار تھے۔^(۵۳) ”فرضی قبر“ کے ترجمہ شدہ ناول ہے۔ ان کے جاسوسی ناولوں کی طویل فہرست، بنگالی جاسوس، سراغِ رساں عاشق، فطرتی جاسوس، انگریز ڈاکو، خوفناک جاسوس، خوفناک قتل، خونی آقا، بحری لاش، خوفناک دھوکہ، خونی نقاب پوش وغیرہ ہیں۔ ناولوں کے ترجمے کے وقت مصنف نے واقعات کے لحاظ سے زبان و بیان کا انتخاب کیا۔ ناول خونی بھائی کے سرورق پر ترجمہ درج نہیں ہے۔^(۵۴)

حافظ رحیم چمن دہلوی کا طبع زاد ناول ”ٹوٹا ہوا سکھ شیم و بہرام“ بہترین طباعت اور دس صاحب الرائے ادیبوں کی آرا کے ساتھ ۱۹۳۴ء میں شائع ہوا۔ مصنف کا دعویٰ ہے یہ اولین طبع زاد ناول ہے۔ لیکن تحقیقی لحاظ سے یہ رائے درست نہیں۔ خواجہ حسن نظامی کتاب پر رائے دیتے ہیں کہ ناول میں درج تمام واقعات کے تانے بانے اُسے بہترین جاسوسی ناول ثابت کرتے ہیں۔^(۵۵) ماہ نامہ ”ساقی“ کے ایڈیٹر شاہد احمد دہلوی (۱۹۰۶ء-۱۹۶۶ء) اُسے اُردو ادب میں بہترین اضافہ قرار دیتے ہیں۔ مذکورہ ناول میں جرائم پیشہ افراد کو سائنس کا ماہر دکھایا گیا ہے۔ شیم اعلیٰ دماغ جاسوس پیچیدہ گتھیوں کو سلجھانے کا ماہر تھا۔ قلعہ معلیٰ دہلی کی زبان میں جاسوسی کے اسرار و رموز کو پیش کیا گیا۔ ”جی پی بھٹناگر“ کا ناول ”خونی تحریر“ ۲۱۸ صفحات، پچیس ابواب پر مشتمل ہے۔ دوسرا ناول ”قتل معشوق“ (۱۹۲۴ء) بھی ترجمہ شدہ ناول ہے۔^(۵۶) ظاہر حسن بی اے کا ناول کروڑ پتی کا قتل (۱۹۲۶ء) جس میں مرزا صفدر کی سراغِ رسانی میں ذہنی دلائل کو مد نظر رکھا گیا۔ وحید الحق کا ”لندن جاسوس“ (۱۹۲۴ء)، ”بہادر جاسوس“ (۱۹۲۷ء)، سفیر سندیلوی، شاعر، ناول نگار، اخبار لکھنؤ کالج کے ایڈیٹر نے ناول ”خونی ڈاکو“، مہذب ڈاکو لکھا۔ شہزادہ تبسم بی اے (پیدائش نامعلوم) کئی جاسوسی ناولوں کے مترجم اور خالق ہیں۔^(۵۷) ناول ”زہر کی پڑیا“، ”خون ہی خون“، ”خون کا دریا“، ”پیلے ہاتھ“ مشہور ہیں۔ حیرت انگیز انکشاف کہ حامد حسن قادری (۱۸۸۷ء-۱۹۶۴ء) مشہور محقق، نقاد سینٹ جوز کالج آگرہ میں شعبہ اُردو کے استاد نے بھی جاسوسی ناولوں کے ترجمے کیے۔ ریختہ ویب پر دستیاب شدہ ناول ”گم شدہ طالب علم“ کا اشتہار ملا جس میں مسٹر پرائم کے اغوا کا قصہ

ہے۔ بابو کد ارناتھ خورشید کے ایڈیٹر سراغ رساں کا ناول ”مایا“ (اشاعت دوم ۱۹۲۵ء) کا بھی ملا جو انجمن ترقی اُردو کراچی کے کتب خانے میں ہے۔ مترجم نوازش علی جن کا تعلق محکمہ عالیہ، پنجاب سے تھا۔ کئی جاسوسی ناول ترجمے بھی کیے اور طبع زاد بھی لکھے مگر سرورق پر درج نہ ہونے کے سبب امتیاز مشکل ہے۔ ”شیطان کی خالہ“، ”نازک پستول“، تو ترجمہ ہے، ”چور نواب“، طبع زاد ہے۔^(۵۸) منشی بہزاد حسین لکھنوی (۱۹۰۰ء-۱۹۷۰ء)، ”اسرار امریکا“ (۱۹۲۵ء)، ”بیٹے کا قتل“ (۱۹۲۳ء)، ”پیدائشی جاسوس“ (۱۹۲۵ء)، ”حسین قاتل“ (۱۹۲۶ء)، ”پیلی چھتری“، عرف ”طلسمی محل“ کے عمدہ ترجمے کیے۔

صنعتی اور سائنسی انقلاب نے ہجرو و فراق کی داستان کے بجائے سائنس فکشن میں دلچسپی بڑھادی۔ ان تراجم نے زبان کو وسعت بخشی۔ جاسوسی ناولوں میں ترجمے سے طبع زاد تک کڑی سے کڑی ملانا جوے شیر لانے کے مترادف ہے۔ چند جاسوسی ناول نگاروں کا اثر اس صنف پر دیر پا ہے۔ ان میں ایک نام مسعود جاوید کا بھی ہے۔ مسعود جاوید نے اُردو میں نفسیاتی جاسوسی ناول لکھ کر نئے طرز کی بنیاد ڈالی۔ ”شام اودھ“ کے ”جاسوسی شعلہ سیریز“ میں اُن کے ناول ماہ وار شائع ہوئے۔ مرکزی کردار سراغ رساں شہاب ہے۔ اس کردار کا بھی نقالوں نے خاکہ اُڑایا مگر کامیاب نہ ہوئے۔ ”نفرت کا مجسمہ“، ”پھولوں کی آگ“، ”سرخ موت“ جیسے منفرد ناول تخلیق کر کے جاسوسی ناولوں کو نئی سوچ عطا کی۔ ناول ”پتلیاں“ کے ”پیش لفظ“ میں خود معترف ہیں وہ ”عصبیات اور دماغی امراض“ کے ماہر ہیں اور یہ مہارت کرداروں پر بھی آزماتے ہیں۔^(۵۹) مجنوں گورکھپوری نے بھی مسعود جاوید کو خاص ذہنی سطح کا لکھنے والا قرار دیا اور ان کے ناولوں کا تعلق باطنیت و ماورائیت سے جوڑا۔^(۶۰) آفتاب ناصری (۱۹۵۲ء-۱۹۹۲ء) اصل نام راہی معصوم رضا، ماہ نامہ ”نکبت“، الہ آباد اور کراچی سے آفتاب ناصری^(۶۱) کے نام سے جاسوسی ناول شائع ہوتے تھے۔ ”نکبت“، الہ آباد کے چھتیسویں شمارے میں پہلا ناول ”تاریکی کا سورج“ شائع ہوا، تاہم پہلا ناول کب اور کہاں شائع ہوا یہ تحقیق طلب ہے۔ آفتاب ناصری کے ناولوں کا مرکزی کردار انسپکٹر حسن تھا۔ ابنِ صفی کی علالت کے دوران آفتاب ناصری کے ناولوں نے خلا کو کسی حد تک پُر کیا۔ ”شعاعوں کے جال“ کے میجر درانی کے کردار کو مقبولیت ملی۔ لاتعداد عمدہ ناولوں کے خالق ہیں۔

محبوب خان طرزی (۱۹۱۰ء-۱۹۶۰ء) بے مثل ناولوں کے خالق آپ سماجی اصلاحی ناولوں کے ساتھ جاسوسی ناول بھی لکھتے رہے۔ ناول ”اُڑن طشتی“، سائنٹفک جاسوسی ناول ہے۔ ”دولت کے کھیل“ جیسے ناول لکھے۔ مگر ابنِ صفی کے عہد میں خود کو زندہ رکھنے کے لیے جس ذہانت کی ضرورت تھی، وہ نہ ہونے کے سبب قارئین میں پذیرائی حاصل نہ کر سکے۔ ندیم صہبائی اصل نام محمد یعقوب شاعر، کہانی نویس، مترجم کی حیثیت سے پہچانے

جاتے تھے۔ ”موت کا فرشتہ“، ”بہرام سے ایک قدم آگے“، ”یورپین جعل ساز“ وغیرہ ناول لکھے۔ دریا گنج کے رہائشی اور جاسوسی ناولوں کے پبلشر تھے۔ قدم قدم پر اشعار کے بے جا استعمال نے جاسوسی ناولوں کی روانی کو متاثر کیا۔ عارف مارہروی (پ ۱۹۳۷ء) (۶۲) پہلا ناول ”یادوں کے سائے“ (۱۹۵۶ء) میں شائع ہوا۔ ابنِ صفی کے کردار عمران سے متاثر ہو کر اپنا کردار قیصر حیات کھٹو تخلیق کیا۔ شائع شدہ ناولوں کی فہرست طویل ہے۔ ”الماری میں لاش“، ”اندھیرا چیختا ہے“، ”اندھیرے کا قیدی“، ”لاش اور گیت“ جیسے ناول اس زمانے میں بڑی تعداد میں شائع ہوئے۔

ابنِ صفی (۱۹۲۸ء-۲۶ جولائی ۱۹۸۰ء) جاسوسی فکشن کا وہ نام ہے جو اردو جاسوسی ناول کا آغاز و اختتام سمجھا گیا۔ ابنِ صفی ایک عہد کا نام ہے جس نے نہ صرف اپنے زمانے کو بلکہ آنے والی نسلوں کو بھی متاثر کیا۔ جاسوسی ادب میں ایک دبستان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ قصبہ نارہ میں پیدا ہوئے۔ اصل نام اسرار احمد شاعری میں اسرار ناروی تخلص کرتے تھے۔ طغرل فرغان، سکی سولجر، عقرب بہارستانی کے نام بھی مضامین لکھتے رہے۔ ۱۹۵۲ء سے قبل طنزیہ، فکاہیہ مضامین کے ذریعے ادبی دنیا میں اپنی حیثیت منوا چکے تھے مگر جاسوسی ادب پر ان مٹ نقوش مرتب کرنے والے اس جاسوسی ناول نگار کے مطابق جاسوسی ناولوں کی طرف کیسے متوجہ ہوئے۔ ان کا مضمون بہ قلم خود سب سے مستند مآخذ ہے۔

ایک دن ”نکھت“ الہ آباد کی ادبی نشست میں کسی بزرگ نے کہا اردو میں صرف جنسی مارکیٹ کا سیلاب ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں بکتا۔ ابھی تک اُسے روکنے کی کوشش بھی نہیں کی گئی۔ یہ ۱۹۵۱ء کے اواخر کی بات ہے میں نے جاسوسی ناول لکھنے کا فیصلہ کیا جنوری ۱۹۵۲ء میں میرے ہی مشورے پر ادارہ نکھت نے ماہانہ جاسوسی ناولوں کا سلسلہ شروع کیا۔ سلسلے کا نام ”جاسوسی دنیا“ تجویز ہوا۔ (۶۳)

جب کہ مجاور حسین رضوی لکھتے ہیں، راہی معصوم رضا کو نظر انداز کر کے میں نے وکٹر گن کا ناول منتخب کر کے ابنِ صفی کو دیا کہ اس کا ترجمہ کر کے لائیں۔ ۱۹۵۳ء میں اسرار احمد کا نام میں نے ہی ابنِ صفی رکھا۔ (۶۴)

ابنِ صفی کا پہلا ناول ”دلیر مجرم“ وکٹر گن (۱۸۸۹ء-۱۹۶۵ء) کے ناول ”آئرن سائیڈ زلون“ سے ماخوذ تھا جو ادارہ نکھت الہ آباد سے مارچ ۱۹۵۲ء میں شائع ہوا۔ ابنِ صفی کا یہ ناول انقلاب آفریں ثابت ہوا۔ آہستہ آہستہ ابنِ صفی جاسوسی فکشن کے پریم چند بن گئے۔ جاسوسی دنیا کا سب سے اہم اور لازوال کردار کرنل فریدی تخلیق کیا جسے فادر آف ہارڈ اسٹون کہا جاتا تھا۔ اس پر شرلاک ہومز کی واضح چھاپ ہے بلکہ یہ اردو ادب کا شرلاک ہومز ہے

جس نے قارئین کے دلوں پر بلا شرکتِ غیرے پچاس سال تک حکومت کی۔ دوسرا اہم کردار کیپٹن حمید کا تھا جو مزاح اور رومانیت کا حسین امتزاج تھا اور اسمیں ڈائل کے ڈاکٹر واٹسن جیسی خشکی نہ تھی بلکہ حمید جسم تھا فریدی دماغ تھا۔ اس کے علاوہ انور، رشیدہ سیریز کے تحت بھی پیش کردہ کردار کو بڑے سلیقے سے پیش کیا۔ سنگ ہی، تھریسا، ریکھا جیسے لازوال کردار تخلیق کیے اور اب قارئین کو پتا چلا کہ اصل میں سراغِ رسانی کسے کہتے ہیں۔ تکنیک، پلاٹ، آغاز، سائنٹفک جرائم، سپرولن، سپر ہیرو کے ساتھ دُنیا میں ہونے والے مختلف النوع جرائم کو ایسی عمدگی سے پیش کیا کہ قارئین عیش عیش کرا اٹھے۔ جاسوسی دُنیا کے تحت کل ایک سو پچیس (۱۲۵) ناول تخلیق کیے۔ سائنس فکشن کے لیے بھی قارئین کی ذہن سازی کرتے رہے۔ جرم کی نوعیت کی نفسیاتی گہرائی بھی کھولتے رہے، اخلاقی درس بھی ہے، رومانیت کی چاشنی بھی، بہترین فکر و عمل کی دعوت، قانون کی پاس داری، مزاح کی آمیزش، ادبی اسلوب میں پیش کر کے جاسوسی ناولوں کو جس معیار پر پہنچایا اس سے آگے کوئی نہ لے جاسکا۔ سیکرٹ سروس، زیرو لینڈ کا معمہ بھی قاری کو متحسّس رکھتا اور وہ ناول پڑھنے کے لیے بے قرار رہتے۔ ابنِ صفی کے ناولوں میں ایک کمزوری یہ ہے کہ ہر جگہ غیر ضروری طور سے سراغِ رساں اور مجرم کو میک اپ کا استعمال کرتے دکھایا گیا اور اتفاقات کا دخل بھی زیادہ نظر آتا ہے۔ جاسوسی دُنیا کے بہترین ناولوں میں دلیر مجرم، فریدی لیونارڈ، جس میں غیر ملکی مجرم لیونارڈ کو فریدی کے روپ کو محکمہ پولیس کو دھوکہ دیتے ہوئے دکھایا گیا۔ ”پراسرار کنواں“ جس میں برازیل میں پائے جانے والے نیولا شیکا کی کا ذکر ہے۔ خطرناک بوڑھا ناول نمبر ۸/۱۹۵۲ء عجیب و غریب جسمانی ساخت رکھنے والے مجرم، ’مصنوعی ناک‘، انتہائی طاقتور اور ذہین مجرم کا فریدی سے مقابلہ دکھایا گیا۔ ناول ”نیلی روشنی“ میں بدنام زمانہ ’سنگ ہی‘ چینی مجرم کے انوکھے جرائم اور کرب جو گولیوں کی بوچھاڑ میں بھی بچ نکلتا ہے۔ ”لاشوں کا آبخار“ جس میں انوکھے رائفل سے وزیر خزانہ کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ مجرم کا نفسیاتی تجزیہ نہایت عمدگی سے کیا گیا ہے۔ ”برف کے بھوت“، محیر العقول واقعات اور کیمیاوی ہتھیاروں کے ساتھ سائنس کے منفی استعمال کی تباہ کاریاں دکھائی گئیں۔ ”جنگل کی آگ“ جیرالڈ شاستری جیسا مجرم جس میں ابنِ صفی نے سائنسی تجربہ کیا کہ انسان اور بندر کو ملا کر مشین میں ڈالا جائے تو بن مانس بنتا ہے۔ ”پاگل خانے کا قیدی“، ”شعلوں کا ناچ“ کتنے ہی لازوال ناول جاسوسی دُنیا کے تحت شائع ہوئے۔ ابنِ صفی بلاشبہ پاکستان کے سب سے زیادہ پڑھے جانے والے ناول نگار تھے۔

ابنِ صفی نے ۱۹۵۵ء میں ’عمران سیریز‘ کا آغاز کیا۔ پہلا ناول ’خونفک عمارت‘ میں علی عمران کرمنالوجی میں پی ایچ ڈی اور سیکرٹ سروس کے ’ایکس ٹو‘ کو پیش کیا۔ ’عمران اور فریدی‘ دونوں ابنِ صفی کے کردار تھے مگر قارئین تقسیم ہو گئے کہ عمران سیریز کو دیکھتے دیکھتے سرحد پار بھی شہرت ملی۔ عمران حماقت اور ذہانت کا امتزاج تھا۔

عمران سیریز کے تحت ابنِ صفی نے ۱۱۲ ناول لکھے۔ اس کے علاوہ متفرق ناولوں کے سلسلے ”ڈاکٹر دعاگو“، ”جونک کی واپسی“، ”زہریلی تصویر“، ”پیپاکوں کی تلاش“ بھی قابل ذکر ہے۔ ابنِ صفی کی ایک انفرادیت ہے کہ انھوں نے طویل ناولوں کو سیریز کی شکل میں پیش کرنے کا رجحان بھی نکالا۔ انور رشید سیریز، ڈرید سیریز، ”ہم راز کا مسکن“ چار ناولوں پر مشتمل ہے۔ ”دردوں کی بستی“ عمران سیریز کا یہ ناول بھی چار حصوں پر مشتمل ہے۔ بوغا سیریز پانچ ناولوں پر مشتمل ہے جو زیرو لینڈ سے متعلق ہے۔ ”ایک وقت ایسا بھی آیا جب ابنِ صفی ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۳ء تک شیزوفرینیا کا شکار رہے اور تین سال تک قلم بے حس و حرکت رہا۔ بیماری سے قبل جاسوسی دنیا کا ”پرنس“، ”وحشی“ اور عمران سیریز کا ناول ”بے آواز سیارہ“ مکمل کیا۔^(۶۵)

ابنِ صفی کی اس بیماری کے دوران جعلی صفیوں کا مشروم اُگ آیا۔ ڈیڑھ سو سے زیادہ نقال نے عمران کے کردار پر ہاتھ کی صفائی دکھائی مگر قارئین نے اس ذائقے کو صرف چکھ کر چھوڑ دیا۔ کوئی ابنِ صفی کی گرد کو بھی نہ پہنچ سکا۔ ابنِ صفی نے صحت یابی کے بعد جو ناول لکھا، وہ معرکہ آرا ناول ”ڈیڑھ متوالے“ تھا۔ جو ۲۱ نومبر ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا۔ اس ناول میں قلم کی جولانیاں عروج پر تھیں۔ ”کبڑا عاشق“، ”ساجد نگر کی حسین دوشیزہ“، یہ کبڑا خطرناک مجرم ہونے کے باوجود رانی کے تلوے کتے کی طرح چاٹتا تھا۔ ”مہنگ دی گریٹ“ جیسا گھناؤنا مجرم قارئین کو اپنی عیاریوں سے الجھائے رکھتا ہے مگر عمران سے بچ نہ پایا۔ ابنِ صفی کا آخری ناول ”آخری آدمی“ ہی تحریر ہوا۔ بلاشبہ جاسوسی دنیا کے عروج کا باعث ابنِ صفی جیسا آخری آدمی ہی تھا اس کے بعد اردو جاسوسی فکشن یتیم ہو گیا۔ ان کے کرداروں پر آج تک لکھا جا رہا ہے مگر فریدی کی گرد کو بھی کوئی نہ چھو سکا۔ ابنِ صفی کو پڑھ کر بہت سے بڑے ادیبوں نے لکھنا سیکھا۔ اس کا اعتراف خود ادیبوں نے کیا۔

ابنِ صفی کے عہد میں ان کے شانہ بشانہ کچھ اور لکھنے والے بھی تھے جن کا تذکرہ اس تاریخی سفر میں ضروری ہے۔ ایک ان کے ہم عصر اور دوسرے ان کے نقال جنھوں نے بڑی بے دردی سے ان کے کرداروں کی درگت بنائی۔ عہدِ صفی میں ہی ایک اور نام ”انوار صدیقی“ (پ ۱۹۳۴ء) کا بھی ہے۔^(۶۶) اقتضائے زمانہ کے تحت جاسوسی ناولوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابنِ صفی کے مشورے پر بلقیس انور راؤ کے قلمی نام سے سب رنگ جنوری ۱۹۷۰ء کے شمارے میں ”فیکا“ نام سے پہلی کہانی لکھی۔ ۳۰۰ کے قریب جاسوسی کہانیاں لکھیں۔ ان کی کہانیاں ”ایشیا سیریز“ میں شائع ہوئی تھیں۔ ان کے منفرد کردار میجر رضوان، سراغ رساں صدیقی تھے۔ ابنِ صفی کے ”دل کش سیریز“ میں اُن کا ناول ”فرعون کا سر“ شائع ہوا ان کے مرکزی کردار پر لکی چارٹرز کے سینٹ کی پرچھائیاں ہیں۔^(۶۷)

ابنِ صفی کا ذکر ہوا اور مجاور حسین رضوی کا ذکر نہ ہو ممکن نہیں۔ مجاور حسین (پ ۱۹۳۰ء) نے ابنِ سعید کے

نام سے شہرت پائی۔ ماہ نامہ ”ہمارا جاسوس“ کے ایڈیٹر تھے۔ الہ آباد یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کرنے کے بعد صدر شعبہ اُردو مقرر ہوئے۔ ۲۰۰۰ ناولوں کے خالق تھے۔^(۶۸) عہدِ صفی میں اگر کسی جاسوسی ناول نگار کا قد اونچا نظر آتا ہے تو وہ ایچ اقبال (۲ جولائی ۱۹۴۱ء) اصل نام ہمایوں اقبال تھا۔ ادبی سفر کا آغاز عقیدتِ ابنِ صفی کے تحت ہوا۔ ابنِ صفی کی علالت کے دوران آنہ لائبریری میں کسی اور ناول نگار کے جاسوسی ادب کو پڑھ کر اشتعال میں آکر صفحے پھاڑ ڈالے تو احمد سعید نے کہا خود لکھ سکتے ہو تو ناول لکھ کر دکھاؤ۔ دو دن میں ہی فریدی کے کردار پر پہلا ناول ”مظلوم لٹیرے“ لکھا جسے احمد سعید نے شائع کیا جسے قارئین میں بہت پسند کیا گیا۔ یہ وہ عہد تھا جب ابنِ صفی کی علالت کے باعث جاسوسی فکشن ویران تھا۔ ایچ اقبال نے سوچا کہ جب تک ابنِ صفی بیمار ہیں کیوں نہ میں اس کردار کو زندہ رکھوں۔ لہذا فریدی کے کردار پر طبع آزمائی کی اور ایچ اقبال کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔^(۶۹)

ابنِ صفی نے بیماری کے بعد ایچ اقبال کو سراہا کہ میرے گھر میں میرے بعد کسی کے ناول پڑھے گئے تو وہ ایچ اقبال کے تھے۔ بلاشبہ مختلف قسم کے ابنِ صفیوں کی بھیڑ میں آپ نے مصنف کا درست نام دے کر نئی راہ نکالی۔ آپ ایک دن اپنا الگ مقام پیدا کریں گے۔^(۷۰) ایچ اقبال کو بھی اپنے نام کے ساتھ ایچ اقبال اصلی لکھنا پڑا۔ ایچ اقبال نے فریدی اور حمید کے کردار پر طبع آزمائی کی مگر ابنِ صفی کی صحت یابی کے بعد اس کردار پر قلم نہیں اٹھایا۔ احمد سعید نے جاسوسی دُنیا کے تحت ایچ اقبال کے ناول شائع کیے۔ ۱۹۶۵ء میں ایچ اقبال نے اقبال پرنٹر بک سیلر کے تحت اپنے ناول خود شائع کرنے کا اہتمام کیا۔ پہلا ناول ”ہوش مند پاگل“ تھا۔ ایچ اقبال نے فریدی کے کردار پر قلم اٹھانے میں ندامت اور معذرت بھی کی۔ فریدی کے کردار پر آخری ناول ”آخری سایہ“ تھا۔ اگست ۱۹۶۵ء میں مصنف نے ”مجر پر مود پر ناول لکھے۔ ”سیکرت فائل“ اس سلسلے کا پہلا ناول ہے اور پر مود سیریز جاری ہوا اور اپنی فنی صلاحیتوں کی بنا پر کردار کو لازوال بنادیا اور معیار کو پیش نظر رکھا۔ اسرار سراغ رسانی میں ان کی ذہانت نمایاں ہے۔ ابنِ صفی کے بعد جاسوسی ناولوں کی آبرورکھ لی۔ جاسوسی دُنیا کے فریدی کے ۵۲، عمران کے ۴۴ اور پر مود کے کردار پر ۴۱ ناول تخلیق کیے۔ کل ۱۳۷ ناول لکھے۔ مختلف جرائد میں لکھی کہانیوں کی تعداد ۴۵۰ ہے۔ جولائی ۱۹۷۲ء میں ”الف لیلی“ ڈائجسٹ کا ”ابنِ صفی نمبر“ نکالا جو ابنِ صفی اور شخصیت پر سند ہے۔^(۷۱) ایچ اقبال کے ناولوں کی طویل فہرست میں ”ہوش مند پاگل“، ”وحشی انسان“، ”آخری سایہ“، ”شیطانی چہرے“ وغیرہ بے مثل ہیں لیکن ایچ اقبال کا عمران اور ابنِ صفی کے عمران کے معیار میں واضح فرق ہے۔ فاروق احمد نے ایچ اقبال کے ناولوں کی دوبارہ اشاعت کے سلسلے کی کوشش کی۔ ۲۰۱۶ء میں ناول ”قیامت کی رات“ سے اس کا سلسلہ شروع کیا۔ اظہر کلیم اصل نام محبوب عالم نئے اُفق پبلی کیشنز سے وابستہ تھے۔ ۱۹۶۳ء سے عمران کے کردار

پر لکھنا شروع کیا۔ ۱۹۷۶ء کے بعد ابنِ صفی کے کرداروں پر لکھنے سے معذرت کر لی۔ مظہر کلیم (۲۲ جولائی ۱۹۴۲ء - ۲۰۱۵ء) اصل نام مظہر نواز خان خالص پبلنگ کے نقطہ نظر سے لکھنے والے جاسوسی فکشن کے جن کہے جاسکتے ہیں۔ ملتان بارکونسل میں سینئر پریزیڈنٹ تھے۔ عمران سیریز کو بڑی کامیابی سے چلاتے رہے کہ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا کہ ابنِ صفی کے ناول زیادہ پڑھے گئے یا مظہر کلیم کے۔ ابنِ صفی کے سب سے بڑے نقال تھے، مکروہ سے مکروہ جرم کو پیش کیا۔ قارئین کی ذہنی سطح کو مزید پست کیا۔ بے پناہ تخلیقی صلاحیتوں سے چاہتے تو معیار کو بلند کر سکتے تھے مگر اس جانب توجہ نہ دی، لیکن نئی نسل کو جاسوسی ناولوں سے جوڑے رکھا۔ مظہر کلیم کا تخلیق کردہ کردار ’ٹائیگر‘ مقبول ہوا۔ فورسٹائریز کے تحت مقبول ناول بھی لکھے۔ ’بلا سٹر‘ میں دہشت گرد تنظیم، بلیک راڈ میں کافرستان جیسی تنظیم کو بے نقاب کیا۔ سراغ رسانی میں ذہانت تو ہے مگر ناولوں میں معیار نہیں۔ عمران کی موت، دہشت گرد، ہاٹ فیلڈ، مکروہ چہرہ۔ ان کا علی عمران کبھی شیر اور کبھی بندر تھا۔ مظہر کلیم یہاں قابلِ تحسین ہیں کہ اکرم الہ آبادی کا خان، مسعود جاوید کا شہاب، ایچ اقبال کا پرمود قارئین کے ذہنوں سے محو ہو گیا مگر مظہر کلیم نے ابنِ صفی کے عمران کو آج تک زندہ رکھا۔

مشتاق قریشی (پ ۳ مارچ ۱۹۴۳ء) ابنِ صفی کے دیرینہ رفیق۔ ہر جگہ ابنِ صفی کے ہمراہ کیسے ممکن تھا جاسوسی ناولوں کی طرف نہ آتے۔ طویل عرصے تک جاسوسی اور سراغ رسانی کے ناول لکھتے رہے۔ علم، ادب، صحافت، کالم نویسی، مذہبی لٹریچر اور اخبار جنگ سے وابستہ ہونے کے سبب دُنیا کے ادب کا معتبر نام ہیں۔ مشتاق قریشی کا دعویٰ ہے کہ ابنِ صفی نے اپنی زندگی میں ہی انھیں اجازت دی کہ وہ اُن کے کرداروں پر لکھ سکتے ہیں۔ مشتاق قریشی نے ساڑھے تین سو جاسوسی ناول لکھے۔^(۷۲) جاسوسی ناولوں کی طویل فہرست جو قریشی صاحب نے راقم کو ارسال کی جو کہ نئے افق اپریل ۲۰۱۸ء کے شمارے میں شائع ہوئی تھی۔ پہلی جاسوسی کہانی ۱۹۸۳ء میں ’’بستی کا شیطان‘‘ ہے۔ آخری ناول ستمبر ۲۰۰۲ء میں ’’تاریک سفر‘‘ پر جاسوسی ناولوں کا سفر تمام ہوا۔ اب ان کے قلم سے شاعری اور دینی کتب اور تفاسیر کا چشمہ جاری ہے۔ مشتاق قریشی خود کو ابنِ صفی کے شاگرد کہتے ہیں۔ دسمبر ۲۰۱۹ء کی ایک ملاقات کے دوران راقم سے ابنِ صفی سے عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے یہ بتایا کہ اس سال اُنھوں نے ابنِ صفی کے نام پر حج بدل بھی کیا تاکہ حق دوستی ادا ہو سکے۔

ابنِ صفی کے بعد جاسوسی ناولوں کا سیلاب اُٹ آیا۔ ان مقبول ناموں میں ایک نام اشتیاق احمد (۱۹۴۴ء - دسمبر ۲۰۱۷ء) جرم و سزا پر مشتمل جاسوسی ناول لکھے۔ بچوں کے اسراری ادب کے لیے عبد اللہ فارانی کے قلمی نام سے لکھتے تھے۔ پہلا ناول ۱۹۷۲ء ’’پیکٹ کا راز‘‘ شائع ہوا۔ مشہور کردار انسپکٹر جمشید کے خالق جمشید سیریز کے

تحت ۵۷۹ ناول لکھے۔ کامران سیریز کے تحت ۹۲ شوکی سیریز کے تحت ۶۳ ناول لکھے۔ اس کے علاوہ بڑوں کے لیے بھی جاسوسی ناولوں میں طبع آزمائی کی۔ ”فریبی قاتل“، ”چھ لڑکے“، ”لوہے کی لڑکی“ وغیرہ جاسوسی ناولوں کی تخلیق میں اشتیاق صاحب کا نام بھی معتبر حوالہ ہے۔^(۷۳)

ایم اے راحت (۱۹۴۱ء-۲۰۱۷ء) اصل نام سیّد مرغوب علی، ابنِ صفی سے متاثر ہو کر ۱۹۶۳ء سے ۱۹۷۱ء تک عمران سیریز کے تحت ۵۰۰ ناول لکھے۔ زود نویس لکھنے والے تھے۔ کہانی لکھنے کا انداز بھی یک سر مختلف تھا۔ اپنے خیال کو کہانی کی صورت میں ریکارڈ کرتے کسی سے لکھواتے اور مصنف کو ارسال کر دیتے۔ اس عہد کے مقبول عام ادیب مگر جاسوسی سنسار میں انفرادیت قائم نہ کر سکے۔^(۷۴) اے حمید نے بھی جاسوسی دنیا میں قدم رکھا مگر زیادہ شہرت نہ ملی۔ مہماتی اور طلسماتی ناولوں میں کامیاب رہے۔ ستیہ پال آنند (پ ۱۹۳۱ء) شاعر، ادیب، تقسیم ہند کے بعد راولپنڈی سے لدھیانہ ہجرت کرنے والے موجودہ عہد کے معروف شاعر نے بھی معاشی تنگ دستی کے باعث جاسوسی ناول نویسی کی طرف سفر کیا۔ پچاس سے زائد جاسوسی ناولوں کے خالق ماہ نامہ ”نقاب پوش“ میں جاسوسی کہانیاں شائع ہوتی تھیں۔^(۷۵) انیس مرزا (پ ۱۹۴۳ء) ڈیڑھ سو سے زائد جاسوسی کہانیاں لکھی۔ انوکھا جاسوس سلسلے میں کہانیاں شائع ہوتی تھیں۔ بعد میں جاسوسی سنسار کا سلسلہ شروع کیا۔^(۷۶) بابو محمد حسین راز ہوشیا نگری کے چند شائع شدہ ناولوں کی سیریز ملی جن میں پہلا ناول ”بے گناہ مجرم“ ہے۔ سراغ رساں مسٹر عبدالرشید کا کردار ہے، دیگر ناولوں میں ”عیار سیکریٹری“، ”چور سینہ رو“ ہے۔ یہ ناول شیخ برکت علی اینڈ سنز لاہور کے تحت شائع ہوتے تھے۔

اثر نعمانی (پیدائش نامعلوم) ابنِ صفی کے ہم عصر تھے۔ معاصرانہ چشمک ناولوں کے ادارے سے پتا چلتی ہیں۔ اثر نعمانی کا نام تراجم کے باب میں اہم ہے۔ جیمز ہیڈلے اور ارل اسٹیلے گارڈنر کے بے شمار ناولوں کو کامران سیریز کے تحت اردو کے قالب میں ڈھالا۔ اثر نعمانی نے راحیل سیریز کا اجرا کیا۔ جرم و سزا سیریز کے تحت جاسوسی ناول کیپٹن شہزاد سیریز نے بھی قارئین میں پذیرائی حاصل کی۔ سراج الدین شیدانے بھی کامران سیریز کے تحت لیدر آرچر کے جاسوس کو متعارف کروایا۔ ایف ایم صدیقی نے برٹ ہالڈے کارٹر براؤن کے ناولوں کے ترجمے کیے۔ مسز عبدالقادر اصل نام زینب (۱۸۹۸ء-۱۹۷۶ء)، حجاب امتیاز علی (۱۹۰۸ء-۱۹۹۹ء) کا ذکر بھی ڈاکٹر سلیم اختر کرتے ہیں۔ مسز عبدالقادر کے پراسرار ناول بھی جاسوسی ناولوں کی کڑی ہیں۔ ان کے ناولوں پر ایڈ گرائلن پو کے اثرات ہیں۔ ان کے افسانوں میں حد درجہ کی پراسراریت، تجسس، انسانی نفسیات کی حیرت انگیز جہتوں کی چہرہ نمائی ہے۔ ”لاشوں کا شہر“، ”ناگ دیوتا“ خوف دہشت پراسراریت کی علامت

ہے۔^(۷۷) ابنِ صفی کے نقالوں میں سب سے مشہور نام ابنِ صفی کا ہے۔ ابنِ صفی میں نجمہ صفی، نغمہ صفی کے نام ہیں۔ ان کے علاوہ ابنِ صفی، ابوصفی، ایس آر قریشی، حمید اقبال، ایس آر فرشی ڈیڑھ سو کے قریب ایسے نام ہیں جنہوں نے ابنِ صفی کے کرداروں کو ذریعہ معاش بنادیا مگر ادب میں مقام حاصل نہ کر سکے۔ ابنِ صفی کی مقبولیت نے یہ بھی رجحان عام کیا کہ لکھنے والے اپنے نام کے بجائے جعلی ناموں سے لکھنے لگے تاکہ قارئین کو دھوکہ دے سکیں۔ زرین قمر (پ ۱۹۵۱ء) نے بھی ابنِ صفی کے انور رشیدہ سیریز پر ناول لکھے جو کہ نئے افق ۲۰۱۵ء میں شائع ہوتے رہے۔ آج تک جاسوسی ناول لکھ رہی ہیں۔ ابنِ صفی (نجمہ صفی) جو ابنِ صفی کی نقال تھیں۔ اپنے ناول ”بلیک ٹارگٹ“ میں ابنِ صفی کو طنز کا نشانہ بناتے ہوئے لکھتی ہیں، ”قارئین کا ذوق بلند ہو گیا۔ گھریلو جاسوس کے بجائے بین الاقوامی جرائم قارئین کو متوجہ کرتے ہیں۔“^(۷۸) بدنام رفیع نامی ایک ناول نگار کی چند کتب دستیاب ہوئیں۔ پرانی کتابوں کے اتوار بازار سے ”اسمگلر ۵۰/۲“، ”خونی تحریر ۵۰/۲“، ”چنارم کے اسرار“، ”دغا باز حسینہ“، ”شیطان کی ٹولی“ جو نسیم بک ڈپو، لاٹوش، لکھنؤ سے اگست ۱۹۵۵ء میں شائع ہوئیں۔ ایس قریشی کی عمران سیریز ۱۹۷۱ء سے ۷۲ء تک میں ”نائٹ گرل“، ”چمکیلے چور“، ”سنہری چور“، ”اڑتے انسان“ وغیرہ ہیں۔ ایس قریشی کے ناول سلیم پبلشنگ ایجنسی، کراچی سے شائع ہوتے تھے۔ ایس قریشی نے سلیم کی عمران سیریز اور سلیم کی جاسوسی دنیا کا اجرا کیا۔ ایس قریشی نے ۱۹۶۳ء میں عمران کے کردار پر لکھا مگر ایچ اقبال کے میجر پر مود کا بھی خاکہ اڑایا۔ ۱۹۹۱ء میں نعیم ہارون سکھیا نے کرائم سیریز کا آغاز کیا جو کراچی سے جاسوسی ناول شائع کرتے تھے۔ مصنف نے دعویٰ کیا کہ کرائم سیریز کی کہانیوں میں ہیرو ازم کے بجائے اسی دنیا کے باشندے ہیں جو پابندی کے باوجود اپنی طاقت اور ذہانت سے جرم کو روکیں گے۔ موجودہ عہد میں مشہور صحافی، کالم نگار، محقق، طارق اسلمیل ساگر کا پہلا ناول ۱۹۸۰ء میں ”میں ایک جاسوس تھا“ شائع ہوا۔ اس کے بعد جاسوس کیسے بنتے ہیں، دھویں کی دیوار، لہو کا سفر میں خود سراغ رساں بن کر سامنے آئے۔ دیکھنا ہے وہ اس سفر کو کتنا آگے لے جاسکتے ہیں۔ اردو جاسوسی ناولوں کے سفر میں چند اداروں اور پبلشرز کا بھی بڑا ہاتھ ہے۔ پہلا ادارہ مطبع خادم التعليم، پنجاب، لاہور، فیض بک ڈپو لاہور، جنٹل مین بک ڈپو، امین آباد، لکھنؤ، بابو کیدار ناتھ، شیخ برکت علی اینڈ سنز، دارالاشاعت پنجاب، لاہور، کامران سیریز ڈی اقبال، لاہور اور نکھت، الہ آباد تو جاسوسی ناولوں کی اشاعت و تشہیر میں سب سے زیادہ معتبر و مشہور نام قرار پایا۔ احمد یار خان جرم سراغ رسانی کے استاد، ان کی سچی جاسوسی کہانیوں کو جرم و سزا کے تحت مکتبہ داستان پرائیویٹ لمیٹڈ، پیالہ گرانڈ، لاہور سے عنایت اللہ صاحب کے زیرِ اہتمام شائع ہوئے۔ کراچی سے معراج رسول ”جاسوسی ڈائجسٹ“، عمران سیریز، ”مسٹری میگزین“ کے روح رواں تھے۔

جاسوسی ناولوں کی سوسالہ تاریخ داستانوں کی عیاری سے شروع ہو کر اصولِ سراغ رسانی کے ترجمے کے بعد انگریزی جاسوسی ناولوں کے ترجمے سے گزرنے کے بعد ابنِ صفی کے ہاتھوں بامِ عروج تک پہنچا۔ نقالوں نے معیار بلند کرنے کے بجائے اس فن کو مزید پست کر دیا۔ پبلشرز اور رائٹرز کی دھوکہ دہی نے جاسوسی ناولوں کے سفر کو مزید دھچکا دیا۔ اردو جاسوسی ناول ایک بار پھر ابنِ صفی، اکرم الہ آبادی، ایچ اقبال اور مسعود جاوید جیسے ناول نگاروں کا منتظر ہے جو اسے فکری و فنی بلندی عطا کرے۔ جاسوسی ناولوں میں اب کہانی، کردار اور سراغ رسانی کے بجائے ایکشن، تھرل، قتل و غارت گری اور بازاری زبان کی ترویج جاری ہے۔

حواشی و تعلیقات

- ۱۔ ”اردو لغت“، (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۳ء)، جلد ششم، ص ۳۸۱
- ۲۔ اظہار اثر، ”اردو جاسوسی ادب“۔ www.ibnesafi.com
- ۳۔ ڈاکٹر مبارک علی، ”تاریخ تھگ اور ڈاکو“، (لاہور: تاریخ پبلی کیشنز، سنہ ندارد)، ص ۲۴
- ۴۔ مجنوں گورکھپوری، ”اردو میں جاسوسی افسانہ“، مشمولہ، ”ابنِ صفی: کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا“، مرتبہ راشد اشرف، (کراچی: بزمِ تخلیقِ ادب، ۲۰۱۲ء)، ص ۶۰۱
- ۵۔ احمد حسین منشی، ”بیباچہ“، ”طلمس ہوش رُبا“، (پٹنہ: خدا بخش اورینٹل لائبریری، ۱۹۸۵ء)، جلد ششم، ص ۲
- ۶۔ ڈاکٹر عبدالسلام، مشہور محقق، ماہرِ لسانیات، نقاد، اردو ناول بیسویں صدی، پی ایچ ڈی کا مقالہ، جامعہ کراچی شعبہ اردو کے استاد
- ۷۔ ایضاً، ”اردو ناول بیسویں صدی میں“، (کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۷ء)، ص ۹۵
- ۸۔ میری کوریلی، مشہور برطانوی ناول نگار ۱۸۸۶ء میں پہلا ناول World War تصنیف کیا۔
- ۹۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ، ادیب نقاد، افسانہ نگار۔
- ۱۰۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ، ”اردو ترجمہ نگاری کی روایت“، (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء)، ص ۲۹
- ۱۱۔ ڈاکٹر ظہیر فتح پوری، نقاد، محقق، شاعر، استاد، گورنمنٹ کالج لاڑکانہ، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، رسوا کی ناول نگاری۔
- ۱۲۔ ڈاکٹر ظہیر فتح پوری، ”رسوا کی ناول نگاری“، (راول پنڈی: حروف پبلی کیشنز، ۱۹۱۰ء)، ص ۳۹۹
- ۱۳۔ راشد اشرف (مرتب)، محلولہ بالا، ص ۱۱۵
- ۱۴۔ فاروق احمد اٹلانٹس پبلی کیشنز کے تحت اشتیاق احمد کے جاسوسی ناولوں کے سب سے بڑے پبلشرز جاسوسی ناولوں کا بڑا کتب خانہ، پراسرار قتل کا مسودہ اُن کے کتب خانے میں موجود ہے۔
- ۱۵۔ خورشید احمد لو، گورنمنٹ کالج بہاول نگر، استاد شعبہ اردو، ہم فل مقالہ ”ابنِ صفی کی ادبی خدمات“
- ۱۶۔ ایضاً، ”ابنِ صفی کی ادبی خدمات“، غیر مطبوعہ مقالہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
- ۱۷۔ راشد اشرف (مرتب)، محلولہ بالا، ص ۱۳۶

- ۱۸۔ مسٹر آروید ”اصول سراغ رسانی“ کے اصل مصنف محکمہ پولیس کے ایس پی ”ڈبلیو سی پورٹر“ کی سرپرستی میں کتاب کو اردو ترجمہ شیخ حبیب سے کروایا گیا جس پر ۲۴ دسمبر ۱۸۹۲ء کی تاریخ درج ہے۔ www.rekhta.com
- ۱۹۔ حبیب شیخ، مترجم، ”اصول سراغ رسانی“، از ”ایوری مین ہراون ڈیکو“، (لاہور: مطبع التعليم پنجاب ۱۸۹۲ء)، ص ۲۲
- ۲۰۔ محبوب عالم منشی، مترجم، ”ڈانک اور بر“، از ”دو حریف سراغ رساں“، (ایضاً، سنہ ندارد)، ص ۳۲
- ۲۱۔ وزیر چند خوشاس، ”مسٹر یز آف لاہور“، (طبع ہیرالال کپور، ۱۸۹۶ء)، ص ۱، انجمن ترقی اردو کے کتب خانے سے استفادہ کیا گیا۔
- ۲۲۔ احمد حسین خان، ”مسٹر یز آف امرتسر“، (۱۸۹۶ء)، ص ۲۸
- ۲۳۔ راشد اشرف، ”ابن صفی شخصیت اور فن“، (کراچی: اٹلانٹس پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء)، ص ۱۳۰
- ۲۴۔ احمد حسین، ”شاہین چور“، (لاہور: مطبع مندرلاس، ۱۸۹۱ء)، ص ۵۔ مذکورہ ناول فاروق احمد کے کتب خانے سے حاصل کیا گیا۔
- ۲۵۔ ڈاکٹر ہارون محمد، ”خان احمد حسین: شخصیت اور فن“، (لاہور: طبع گنج شکر پریس، ۲۰۱۰ء)، ص ۹۰
- ۲۶۔ بازغ ہیکندہ، ”ڈیڈیکشن“، ضلع ورنگل، ریاست سرکار آصفیہ، ۱۸۸۵ء، ص ۱
- ۲۷۔ مترجم عبدالغنی کے حالات تحقیق طلب ہیں ناول کو مصنف نے مولوی محمد احمد خان مددگارہ بلدہ، دارالسلطنت دکن کے نام سے موسوم کیا۔ یہ نسخہ انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی کے کتب خانے میں موجود ہے۔
- ۲۸۔ عبدالغنی، مترجم، ”پرکالہ آفت“، از ”ایڈوچر آف شرلاک ہومز“، (پٹنہ: طبع حیدرآباد دکن، ۱۹۰۳ء)، ص ۴
- ۲۹۔ بابو گونداناہل، مترجم، ”چوروں کا سردار“، (حیدرآباد دکن: نجومی پریس، افضل گنج، سنہ اشاعت ندارد)، ص ۶۲
- ۳۰۔ فرگس ہوم، ”تاجدار کا سہ سر“، (انڈین پریس، اے ایچ وچیلز، ۱۹۱۲ء)، راقم کے کتب خانے میں موجود ہے۔
- ۳۱۔ حکیم مظفر دہلوی اصل نام اظہر دہلوی رسالہ ”تحریک“ لاہور کے ایڈیٹر، منوہر سیریز کے تحت عمدہ جاسوسی ناولوں کے ترجمے کیے۔ سائنسی موضوعات پر قلم اٹھایا۔ ان کے ناولوں کے نسخے انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی کے کتب خانے میں موجود ہے۔
- ۳۲۔ مظفر دہلوی، ”بدمعاشوں کا گرو گھنٹال“، (لاہور: جے اے سنت سنگھ سنز تاجران کتب، ۱۹۲۳ء)، ص ۲۳
- ۳۳۔ سندس محفوظ نے اپنے ایم اے کے مقالے میں چند شواہد سے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ”نیلی چھتری“ ظفر عمر کا طبع زاد ناول ہے۔
- ”ظفر عمر کے جاسوسی ناولوں کا تجزیہ“، غیر مطبوعہ مقالہ، (یونیورسٹی آف سرگودھا، ۲۰۱۴ء)، ص ۳۵-۳۹
- ۳۴۔ ظفر عمر، ”نیلی چھتری“، (لکھنؤ: نامی پریس، ۱۹۱۹ء)، طبع دوم، ص ۲۰
- ۳۵۔ حسن شہی ندوی، ظفر عمر بی اے علیگ، مارسلینا نک، مضمولہ ”چہ دلا و راست“ مرتبین: سلمان چشتی، خالد جامعی، (کراچی: شعبہ تصنیف و تالیف، کراچی یونیورسٹی، سنہ ندارد)، ص ۸۶
- ۳۶۔ مشفق خواجہ، شاعر، نقاد، محقق، کالم نگار، صدارتی تمغہ برائے حسن کارکردگی۔
- ۳۷۔ مشفق خواجہ، پیش لفظ، ”نیلی چھتری“، ظفر عمر، (کراچی: مکتبہ دانیال، سنہ ندارد)، ص ۱
- ۳۸۔ آرسین لوپن، ایک حقیقی مجرم اور ڈاکو جس کا تعلق انگلینڈ سے تھا۔ دولت مند اشخاص جن کو لوٹنا اس کا مشغلہ تھا۔ مارسلینا نک نے اس کردار کو اپنے ناول میں زندہ کر دیا۔
- ۳۹۔ ظفر عمر، ”لال کھور“، (لکھنؤ: نامی پریس، ۱۹۲۹ء)، ص ۲۰
- ۴۰۔ مرزا حامد بیگ، مولہ بالا، ص ۵۱۸
- ۴۱۔ ظفر عمر، دیباچہ، ”تغلی نواب“، مصنفہ تیرتھ رام فیروز پوری (لاہور: لال برادر، ۱۹۲۴ء)، ص ۲
- ۴۲۔ سکسیس روہمر (Sax Rohmer)، آرتھر ہنری سارس فیلڈ (Arthur Henry Sarsfield) تخلص، اس برطانوی مصنف نے ۱۹۱۳ء میں ڈاکٹر

فوجی جیسے شیطانی کردار پر ۱۳ ناول لکھے۔

۴۳۔ آر تھر کارن ڈائل (Arthur Conan Doyle) انگلستان کے شہرہ آفاق جاسوسی ناول نگار پیشے کے لحاظ سے طب سے وابستہ۔ پہلے ناول (۱۸۸۷ء) *A Study in Scarlet* میں اپنا لافانی کردار شرلاک ہومز کو متعارف کرایا۔ برطانوی حکومت نے ”سر“ کا خطاب دیا۔

۴۴۔ مجنوں گورکھ پوری، محولہ بالا، ص ۱۱۲

۴۵۔ اکرم الہ آبادی، اصل نام سید اختر عالم، بی اے کی تعلیم الہ آباد سے حاصل کی، ۱۹۴۶ء کے ایک روزنامے میں بطور صحافی ملازمت اختیار کی۔

۴۶۔ www.akramallahabadi.info

۴۷۔ ارل اسٹینلے گارڈنر (Erle Stanley Gardner)، امریکی ناول نگار جو کمرنٹل ڈیفنس لائبریری نے ۱۹۳۳ء میں بے مثل کردار پیری میسن پیش کیا۔

۴۸۔ فاروق ارگلی فلمی رسالے ”روبی“ کے بانی، حسینہ کان پوری کے نام سے اکرم الہ آبادی کے کردار پر جاسوسی ناول لکھتے رہے۔

۴۹۔ فاروق ارگلی، ”اظہار اثر“، مشمولہ ”عالمی اردو ادب“، محولہ بالا، ص ۱۶

۵۰۔ حافظ تسکین آبادی اصل نام منشی شیوناتھ رائے جاسوسی ناول تسکین آبادی کے نام سے لکھتے تھے۔ شعبہ صحافت سے وابستہ تھے۔

۵۱۔ منشی فضل دین رسالہ جاسوس کے ایڈیٹر ناول ”بے گناہ قیدی“ کے مصنف

۵۲۔ www.rekhta.com

۵۳۔ منشی فضل الدین فضل کریم، ”پالیسی مین“، (لاہور: فضل بک ڈپو، سنہ ندارد)، ص ۴

۵۴۔ فدا علی خجڑ، ”خونی بھائی“، (لاہور: تاجران کتب، سنہ ندارد)

۵۵۔ حافظ رحیم چین دہلوی، ”ٹوٹا ہوا سکہ شیم و بہرام“، (دہلی: جید برنی پریس، ۱۹۳۴ء)، ص ۱۰، ۱۱

۵۶۔ جی پی بھٹناگر، ”خونی تحریر“، (لاہور: نرائن دت سہگل تاجران کتب، سنہ ندارد)، ص ۵۹

۵۷۔ شہزادہ تسم بی اے، دہلی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کے لیے رجسٹرڈ تھے۔ ماہ نامہ ”نقاب پوش“ کے ایڈیٹر خوش باش کے نام سے جاسوسی ناول لکھتے تھے۔ جاسوسی ناولوں کے بڑے پبلشر تھے۔

۵۸۔ نواز علی، ”چور نواب“، (لاہور: جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز تاجران کتب، سنہ ندارد)، ص ۳

۵۹۔ مسعود جاوید، ”پتلیاں“، (لکھنؤ: طبع قومی پریس، سنہ ندارد)، ص ۱

۶۰۔ مجنوں گورکھ پوری، محولہ بالا، ص ۱۰۸

۶۱۔ آفتاب ناصری مشہور شاعر، افسانہ نگار، محقق، علی گڑھ یونیورسٹی سے ”طلسم ہوش ربا“ پر پی ایچ ڈی کا مقالہ تحریر کیا۔ شاہد اختر کے نام سے جاسوسی کہانیاں لکھتے تھے۔

۶۲۔ عارف مارہروی، قصبہ مارہرہ، ضلع اپٹہ میں پیدا ہوئے۔ ”راجنوش“ اور ”سمیر“ کے فرضی ناموں سے جاسوسی ناول لکھتے تھے۔

۶۳۔ ابن صفی، ”بقلم خود“، مشمولہ ”قابل اعتراض تصویر“، (کراچی: اسرار پبلی کیشنز، سنہ ندارد)، ص ۱۱

۶۴۔ مجاور حسین رضوی، ”ستارہ جوڈوب گیا“، ”ابن صفی: کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا“، محولہ بالا، ص ۱۳، ۱۳۸

۶۵۔ محمد فیصل، ”ابن صفی: شخصیت اور فن“، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۲۰۱۷ء)، ص ۱۵

۶۶۔ انوار صدیقی، اصل نام انوار مجتبیٰ، کمرشل رائٹر، اقبالہ، سوناگھاٹ کے پجاری، غلام رحیم جیسے سلسلے کے مصنف۔

۶۷۔ انوار صدیقی، مصاحبہ، مصاحبہ کار: راشد اشرف، مؤرخہ ۱۴ نومبر ۲۰۰۹ء، www.wadi-e-urdu.com

- ۶۸۔ نند کشور وکرم، ”کچھ مقبول عام ادیبوں کے مختصر کوائف“، مشمولہ ”عالی اردو ادب“، دہلی، مقبول عام ادب نمبر، ۲۰۱۵ء، ص ۲۶۷
- ۶۹۔ مصاحبہ ایچ اقبال، مصاحبہ کار شبنم امان، معراج جامی (شاعر، ادیب، بزم تخلیق ادب کے بانی) مئی ۲۰۱۷ء
- ۷۰۔ ایچ اقبال، ”پانچ قاتل“، مشمولہ ”جاسوسی دنیا“، شمارہ ۱۴، (کراچی: جاسوسی دنیا پبلی کیشنز، سنہ ندارد)، ص ۴
- ۷۱۔ راشد اشرف، مرتب، محولہ بالا، صفحہ ۱۸۸
- ۷۲۔ ڈاکٹر داؤد عثمانی، ”اظہار خیال“، (لاہور: القریش پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء)، ص ۱۲
- ۷۳۔ اشتیاق احمد، ”میری کہانی“، (لاہور: اٹلانٹس پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء)
- ۷۴۔ کوثر اسلام، ”صدیوں کا بیٹا“، آن لائن اشاعت، <http://daleel.pk>، ۱۲ بج کر ۱۵ منٹ ۲۶ مارچ ۲۰۲۰ء
- ۷۵۔ مصاحبہ ستیہ پال آئند، مصاحبہ کار راقم، مقام انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، نومبر ۲۰۱۸ء
- ۷۶۔ فاروق ارگلی، قلم قبیلہ کا آتش زیر پا: انیس مرزا، مشمولہ ”عالی اردو ادب“، محولہ بالا، ص ۱۲
- ۷۷۔ مرزا حامد بیگ، ”اردو افسانے کا نسوانی لحن“، www.urduacademydelhi.com/media/home، ۲ بجے رات ۲۶ مارچ ۲۰۲۰ء
- ۷۸۔ نجمہ صفی، ”بلیک ٹارگٹ“، این صفی عمران سیریز، (کراچی: فردوس پبلی کیشنز، سنہ ندارد)، ص ۲

مآخذ

- ۱۔ احمد، اشتیاق، ”میری کہانی“، لاہور: اٹلانٹس پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء
- ۲۔ اشرف، راشد، ”این صفی شخصیت اور فن“، کراچی: اٹلانٹس پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء
- ۳۔ بیگ، مرزا حامد، ڈاکٹر، ”اردو ترجمہ نگاری کی روایت“، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء
- ۴۔ بھٹناگر، جی پی، ”خونی تحریر“، لاہور: نرائن دت سہگل تاجران کتب، سنہ ندارد
- ۵۔ تامل بابو گوند، مترجم، ”چوروں کا سردار“، حیدرآباد دکن: نجومی پریس، افضل گنج، سنہ اشاعت ندارد
- ۶۔ جاوید، مسعود، ”پتلیاں“، لکھنؤ: طبع قومی پریس، سنہ ندارد
- ۷۔ حسین، احمد، ”شاہین چور“، لاہور: مطبع منردلاس، ۱۸۹۱ء
- ۸۔ خوشباس، وزیر چند، ”مسٹریز آف لاہور“، طبع ہیرالال کپور، ۱۸۹۶ء
- ۹۔ خان، احمد حسین، ”مسٹریز آف امرتسر“، ۱۸۹۶ء
- ۱۰۔ خواجہ، مشفق، پیش لفظ، ”نیلی چھتری“، ظفر عمر، کراچی: مکتبہ دانیال، سنہ ندارد
- ۱۱۔ نجفر، فدا علی، ”خونی بھائی“، لاہور: تاجران کتب، سنہ ندارد
- ۱۲۔ دہلوی، حافظ رحیم چمن، ”ٹوٹا ہوا سکہ شمیم و بہرام“، دہلی: جید برنی پریس، ۱۹۳۴ء
- ۱۳۔ دہلوی، مظفر، ”بد معاشوں کا گرو گھنٹال“، لاہور: جے اے سنت سنگھ سنز تاجران کتب، ۱۹۲۳ء
- ۱۴۔ شیخ، حبیب، مترجم، ”اصول سراغ رسانی“، از ”ایوری مین ہزاون ڈیکو“، لاہور: مطبع التعليم پنجاب ۱۸۹۲ء
- ۱۵۔ صفی، این، ”بقلم خود“، مشمولہ ”قابل اعتراض تصویر“، کراچی: اسرار پبلی کیشنز، سنہ ندارد
- ۱۶۔ صفی، نجمہ، ”بلیک ٹارگٹ“، این صفی عمران سیریز، کراچی: فردوس پبلی کیشنز، سنہ ندارد
- ۱۷۔ عبدالغنی، مترجم، ”پرکالہ آفت“، از ”ایڈوچر آف شرلاک ہومز“، پٹنہ: طبع حیدرآباد دکن، ۱۹۰۳ء

- ۱۸۔ عثمانی، داؤد، ڈاکٹر، ”انطہار خیال“، لاہور: القریٰ پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء
- ۱۹۔ عمر، ظفر، ”نیلی چھتری“، لکھنؤ: نامی پریس، ۱۹۱۹ء، طبع دوم
- ۲۰۔ عمر، ظفر، ”لال کھور“، لکھنؤ: نامی پریس، ۱۹۲۹ء
- ۲۱۔ عمر، ظفر، دیباچہ، ”قلقی نواب“، مصنفہ تیرتھ رام فیروز پوری لاہور: لال برادر، ۱۹۲۴ء
- ۲۲۔ علی، مبارک، ڈاکٹر، ”تاریخ تھگ اور ڈاکو“، لاہور: تاریخ پبلی کیشنز، سنہ ندارد
- ۲۳۔ علی، نواز، ”چور نواب“، لاہور: جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز تاجران کتب، سنہ ندارد
- ۲۴۔ فتح پوری، ظہیر، ڈاکٹر، ”رسوا کی ناول نگاری“، راول پنڈی: حروف پبلی کیشنز، ۱۹۱۰ء
- ۲۵۔ _____، ”ابن صفی کی ادبی خدمات“، غیر مطبوعہ مقالہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
- ۲۶۔ فیصل، محمد، ”ابن صفی: شخصیت اور فن“، اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۲۰۱۷ء
- ۲۷۔ کریم، بشی فضل الدین فضل، ”پالیسی مین“، لاہور: فضل بک ڈپو، سنہ ندارد
- ۲۸۔ گورکھ پوری، مجنوں، ”اُردو میں جاسوسی افسانہ“، مشمولہ، ”ابن صفی: کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا“، مرتبہ راشد اشرف، کراچی: بزم تخلیق ادب، ۲۰۱۲ء
- ۲۹۔ محفوظ، سندس، ”ظفر عمر کے جاسوسی ناولوں کا تجزیہ“، غیر مطبوعہ مقالہ برائے ایم اے، یونیورسٹی آف سرگودھا، ۲۰۱۳ء
- ۳۰۔ محمد، ہارون، ڈاکٹر، ”خان احمد حسین: شخصیت اور فن“، لاہور: طبع گنج شکر پریس، ۲۰۱۰ء
- ۳۱۔ منشی، احمد حسین، دیباچہ، ”طلسم ہوش ربا“، پٹنہ: خدا بخش اورینٹل لائبریری، ۱۹۸۵ء، جلد ششم
- ۳۲۔ منشی، محبوب عالم، مترجم، ”ڈانک اور بر“، از ”دو حریف سراغ رساں“، ایضاً، سنہ ندارد
- ۳۳۔ _____، ”اُردو ناول بیسویں صدی میں“، کراچی: اُردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۷ء
- ۳۴۔ ندوی، حسن ثنی، ظفر عمر بی اے علیگ، مارسلینا لنک، مشمولہ ”چہ دلا و راست“، مرتبین: سلمان چشتی، خالد جامعی، کراچی: شعبہ تصنیف و تالیف، کراچی یونیورسٹی، سنہ ندارد
- ۳۵۔ ہمکنڈہ، بازغ، ”ڈیکشن“، ضلع ورنگل، ریاست سرکار آصفیہ، ۱۸۸۵ء
- ۳۶۔ ہوم فرگس، ”تاجدار کاسہ سر“، انڈین پریس، اے ایچ ویلنز، ۱۹۱۲ء

رسائل، جرائد، لغات

- ۱۔ ”اُردو لغت (تاریخی اصول پر)“، (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۴ء)، جلد ششم
- ۲۔ ”عالمی اُردو ادب“، دہلی، ”مقبول عام ادب نمبر“، ۲۰۱۵ء
- ۳۔ ”جاسوسی دُنیا“، شمارہ ۱۴، کراچی: جاسوسی دُنیا پبلی کیشنز، سنہ ندارد

مصاحبہ

- ۱۔ انوار صدیقی، مصاحبہ، مصاحبہ کار: راشد اشرف، مؤرخہ ۱۴ نومبر ۲۰۰۹ء
- ۲۔ ایچ اقبال، مصاحبہ کار: شبنم امان، معراج جامی (شاعر، ادیب، بزم تخلیق ادب کے بانی) مئی ۲۰۱۷ء

ویب سائٹ

1. www.ibnesafi.com
2. www.rekhta.com
3. www.akramallahabadi.info
4. www.wadi-e-urdu.com
5. <http://daleel.pk>
6. www.urduacademydelhi.com/mediahome

